

3/28

هَقْلَوْنَه

# خُلَامُ الدِّينِ

تَرْجُومَةُ  
شَيْخِ الْفَيْضِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَحْمَدِ  
شَيْخِ الْإِسْلَامِ دُرَّةَ الْهَيْوَةِ

٢٢ نَوَمْبَر ١٩٥٤

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ لِيُذَكَّرَ بِهِ

— Himpid —

## ضرورتِ مذہب

## گناہاتِ فائدہ کا حق

ان مفتی جمیل احمد صاحب

آدمی کی اصل مشیت خاک ہے  
خاک کو بخشا ہے انسان کا وجود  
ایسے غنا یہ سو اس آدمی کوئی  
حافظہ ذہن عقل اور فہم و ذکا  
اور ان سب کو سحر کر دیا  
کل جمادات اور جو انات سب  
یہ زمین یہ آسمان یہ آفتاب  
یہ ہوائیں موسمی فصلیں سب  
ہم ہیں دنیا میں عبادت کے لئے  
جیسے ہم بھی کسی کو کرنے کام  
اب اگر گنتے ہیں ہم ان کام میں  
دنہ کیوں کرتے ہیں استعمال ہم  
یہ کوئی مال باپ کی جالیگے  
ہم کو ان چیزوں کا آخر حق تھا کیا  
آہ ہم انسان بے حس و شعور  
کچھ اگر بہت محبت ہم میں ہے  
ایسے آقا کو کہیں دن رات یاد  
اس کے نثاروں کے تابع رہیں  
رات دن بس ہم سوں اسکی یاد ہو

فطری عشق

حسن کی خواہش جو فطری بات ہے  
عشق سے غالی نہیں کوئی بشر  
حسن لینا کیسے حسن کا عشق ہو  
حسن ہے جو ہر محال خوش ادا  
حسن میں جب بھی ہوں تیز محال  
حسن ناقص سے جو عشق لے دہ تو ب  
ہر محال و فتنہ ہے حسن ذات سے  
حسن کامل پر اگر عاشق نہیں  
عشق میں چلتا نہیں کو اختیار

رفتہ رفتہ عشق بھی ہو جائے گا  
اُد مذہب پر پلپلی ہم سر کے بل  
جب بھی ہم ان کے ارشاد تو روز  
شوق کے ہوں دل میں فوار بہشت  
آدمی ہے آدمی پتھر نہیں

کامل لذت اور دو جہان کی شاہی

عشق کی لگ جانی جب دل میں لو  
پھر رہے گا روز و شب ہر اک لمحہ  
کیف و لذت لطف و ممت و سرور  
جوش پر سر لطف ہو گا کیف دل  
جن کے آگے خاک لذت جہاں  
جن کا سر سکتا نہیں کوئی بیاباں  
پھر نظریں کوئی آسکتا نہیں  
پیش چہر آتی ہے جو جوبات بھی  
فکر پھر نہ آتا نہیں دل کے پاس  
آخرت تو آخرت دنیا بھی پاک  
دونوں عالم میں خوشی و مسرت جہاں

ان تقاضوں کی تکمیل

کیسے ان فطری تقاضوں کا علاج  
جس کو نفرت آج کل مذہب ہے  
آدمیت سے وہ شاید دور ہے  
دنہ انسانیت اور عقل سلیم  
آدم مذہب کے سب پابند ہوں  
دین و دنیا کی فلاحیں ہوں نصیب  
رات دن ہوں محنت و فضل و کرم

خاتمہ

اے آلہ العالین رب کریم  
ہم حق مذہب کا پیرو کار کہ  
ہم کو پابندی سنت ہو عطا  
دل کی رگ رگ میں شریعت کو بسا  
پھر یہی پورا مسلمان ہے بسا  
پھر ہماری زندگی کو پاک کر

اک خاک دن آدمی کھو جائے گا  
دین سے ہی سو کی شکل یہ حل  
جب عبادت میں ہوا ان بات روز  
اور تصور میں ہوں نظر بہشت  
پھر نہ ہو سودا یہ ایسا سر نہیں

نور حق کی قلب میں آئے گی منور  
دل میں پھر ہوں گی ہمارا اور چین  
بنجودی و سکھ سکھ باشعور  
مستجاب وہ جو نہ ہوگی مضطر  
جن پہ قرآن عشرت و کیف شہا  
کیونکہ بن سکتا نہیں ہے دل زبا  
دل کو بھی پھر کوئی بھا سکتا نہیں  
وہ ادا ہوتی سب محبوب کی  
دل کسی صدمہ نہیں ہوتا اداس  
زندگی اک زندگی تانناک  
بس یہ ہے دونوں جہاں کا بادشاہ

کیا نہیں مذہب کی سب کو متبیل  
کیا نہیں اس کو ملی فطرت کی  
جانور ہے عقل سے معذور ہے  
جانتی ہے حاجت دین قسیم  
دو جہان میں خرم و خورند ہوں  
دن بدن ہم رضا سے ہوں قرب  
جلد ہوں پھر انتم الاعلوت ہم

خاتمہ  
خاتمہ کو نہیں رحمن و رحیم  
دین اسلامی کا تابع دار کہ  
شرع پر ہم سب کو کر دل سے  
رنگ اپنے دین کا ہم پر چڑھا  
پھر یہی ایمان کامل کر عطا  
خاتمہ ہم سب کا کہ ایمان پر

رفتہ للعالمین پر صبح و شام  
لے خدا اکھوں صلو میں اور سلام

# خُصْفِ رُوزَہٗ سِدِّاقِ الدِّینِ لَاحُظُو

جلد ۳۱ (۲۹ ربيع الآخر ۱۳۷۷ھ بمطابق ۲۲ نومبر ۱۹۵۷ء) شمارہ ۱

## رشتوت ستانی کا انسداد

وہ اثر نہیں ہوتے۔ تقریروں سے رشتوت بند نہیں ہو سکتی۔ ہر وزیر خواہ وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو جب وزارت کی کرسی سنبھالتا ہے۔ تو رشتوت کی لعنت کو دور کرنے کا تہیہ کر کے قوم کے سامنے ایک پُر زور تقریر جھاڑ دیتا ہے۔ نہ اس کا ارادہ رشتوت کو دور کرنے کا ہوتا ہے اور نہ وہ اس کے لئے ہمہ تن کوشاں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو اپنی ناکامی کا سبب کبھی قوم کے سامنے پیش کرنے کی جرات نہیں ہوتی۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے وزراء میں سے ہر ایک رشتوت خود نہیں ہے بلکہ یہ ان کی اکثریت رشتوت ستانی کی جرم ہے جو اس جرم سے پاک ہیں۔ وہ اتنے کمزور واقع ہوئے ہیں۔ کہ ان کا انسداد کرنے سے قاصر ہیں۔ ہماری رائے میں رشتوت ستانی کے انسداد کے لئے حکومت کی ہر توجہ متحکمہ نیز ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ اخراجات کی زیادتی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر مغربی پاکستان کی حکومت کا ایک تازہ اعلان ملاحظہ ہو۔ حکومت نے انسداد رشتوت ستانی کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جس کے اراکین حکومت کے بڑے بڑے عہدے دار ہیں۔ اور اس کمیٹی کے سربراہی حکمہ انسداد رشتوت ستانی کے اشراف ہیں۔ اس سے پہلے حکومت پنجاب نے بھی اسی قسم کی کمیٹیاں ہر حکمہ کے لئے مقرر کی تھیں۔ لیکن رشتوت ستانی کو ہونے کی بجائے دن بدن بڑھتی چلی گئی ہے کہ ایک آدھ پٹواری یا چٹواری یا غریب لاکر کے خلاف کوئی کارروائی

رشتوت قانوناً اعتقاداً اور شرعاً ایک فیج نسل ہے۔ چوٹیا کے کسی مذہب نے اس کو جائز قرار نہیں دیا۔ ہر ملک کے قانون میں رشتوت لینے اور دینے والے دونوں کو مجرم قرار دیا گیا ہے۔ ہر انسان اس کو برا سمجھتا ہے اسی لئے تو رشتوت لینے اور دینے والے دونوں چھپ چھپ کر یہ کاروبار کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک ہی اہمیت میں اس قسم کے تمام معاملات کی ممانعت فرمادی ہے فرماتے ہیں۔ لَا تَأْكُلْ أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِآلِبَاطٍ اِلَّا ذلِكَ اَمْرًا مِّنْ لَّدُنَّكَ (پل)۔ (ذمہ سجدہ)۔ آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ)۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راشی (رشتوت لینے والا) اور مٹھی (رشتوت لینے والا) دونوں کو لعنت فرمایا ہے۔ ملعون کے سر پر سیٹک نہیں پڑتی لعنت کے معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونا۔ ملعون اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

ان سب خرابیوں کے باوجود رشتوت کا بازار ہر ملک میں گرم ہے۔ ہر حکومت اس کے انسداد کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن یہ لعنت روز بروز ہر ملک بڑھتی جا رہی ہے مع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی پاکستان اس میں دوسرے کسی ملک سے پیچھے نہیں رہا۔ یہاں تو یہ طریق بن گئی ہے کہ سرکاری ملازمین اور وزراء کی اکثریت رشتوت یا رشتہ کے بغیر کسی کام نہیں کرتی۔ ہماری رائے میں رشتوت کا انسداد اس لئے نہیں ہوتا کہ اس کے لئے جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔

کی گئی ہو۔ لیکن بڑے بڑے رشتوت اندر اسی طرح دھناتے پھر رہے ہیں یہ کمیٹی بھی اسی طرح دو چار غریب ملازمین کو علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ممکن ہے۔ ورنہ بڑے بڑے عہدیدان کے خلاف یہ کوئی کارروائی نہ کر سکتی۔ رشتوت ستانی کو دور کرنے کے لئے اس ملک مرض کی بڑ کو ختم کرنی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق ہم کچھ معروف باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۔ پہلی چیز جس کی طرف ہم اپنی حکومت کی توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ رشتوت لینے اور دینے والوں کو اس کے دہی اور انفرادی نتائج کا پوری طرح احساس نہیں ہوتا۔ اگر ایک ملازم کو ان نتائج کا احساس ملا دیا جائے تو ہماری رائے میں وہ کبھی نہ لعنت کا شوق اپنے گلے میں نہ ڈالے گا۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ملازمین کو اس کا پوری طرح احساس دلائے۔ جب کوئی دہی مرض پھیلنے لگتا ہے تو اس کی روک تھام کے لئے ہیشمار طریقے اختیار کئے جاتے ہیں مثلاً بڑے بڑے پوسٹر چھاپ کر لوگوں کو ہدایت دی جاتی ہیں کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو۔ ٹوکلروں کی تعداد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اخبارات میں حکمہ صحت کے انشوں کے بیانات شائع کرائے جاتے ہیں۔ کیا رشتوت ستانی کسی دہی مرض سے کم خطرناک ہے؟ یقیناً یہ دہی امراض سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس کے متعلق قانون کی دفعات اور شریعت کے احکام کو عام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہماری رائے میں ان کو بڑے بڑے پوسٹروں کی صورت میں چھاپ کر ملک کی تمام شاہراہوں سرکاری دفاتر اور باقی نمایاں جگہوں پر چسپال کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسری چیز جس کی طرف ہم حکومت کی توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ ملازموں میں سے رشتوت خوروں کی اکثریت ان لوگوں کی ہے۔ جن کی آمدنی کم اور خرچ زیادہ رہتا ہے۔ مثلاً پٹواری اور پٹواری۔ کپٹل وغیرہ۔ حکومت کا فرض ہے کہ اپنے ملازمین کی جملہ ضروریات زندگی مہیا کرے۔ باقی نصف سال



خطبہ یوم الجمعۃ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۵ نومبر ۱۹۵۷ء

# باطل کی جو جہیں می (صلی اللہ علیہ وسلم) اسلام پر پہر حکہ اور ہر طرف حملہ آور ہیں ان کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی تین جماعتوں کا آنا فرض عین ہے

## ان میں دو مذہبی ہیں علمائے کرام اور صوفیائے عظام اور ایک سیاسی ہے اسلامی حکومت (جہاں کہیں موجود ہو۔ مثلاً پاکستان)

دوران مجید (مید) اندری ہے اور بیشک ہم اس کے غلبان ہیں۔

اس کا نتیجہ

یہ ہے کہ تمام مذاہب باطلہ فقط  
قرآن مجید کی بجلی چاہتے ہیں۔ حالانکہ  
یہ چیز مفقاً حال ہے۔ جس کا حفاظت اللہ  
ہو۔ اس کو کون مٹا سکتا ہے۔ ہاں یہ  
مزدور ہوگا کہ یہاں کہیں بھی باطل حق  
سے ٹکرائے گا۔ موندہ کی کھا کر فیل  
ہو کر پسا ہوگا۔ باطل کے مقابلہ میں کہیں  
حق پرست علماء کرام نہیں گئے  
مثلاً

ایک مشرک یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں  
کا یہ عقیدہ ہے کہ اولاد فقط ایک  
اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ حالانکہ ہمارا خاں  
دیتا یا خاں دہوی بھی اولاد دے سکتے  
ہیں۔ ہم نے تو بیٹے اور پوتے اور بیٹیاں  
اور نواسے اسی کی پیدا کر رکھے ہیں  
جست پر چڑھا دے چڑھا کر لے لے ہیں  
پرکہ تم مسلمانوں کو اس سے عقیدت  
نہیں ہے۔ اس لئے تمہیں وہ جنت  
نہیں دیا۔ ہم اس سے پرہیز کرتے۔  
یہ ٹھاڑ کہ وہ کس نے پیدا کیا ہے۔  
مشرک کہے گا۔ اسے پرہیز (اللہ تعالیٰ)  
نے پیدا کیا ہے۔ ہم اس پر یہ جرح  
کریں گے کہ جو اپنے آپ کو نہیں بنا سکا  
بلکہ اپنے بچنے میں دوسرے کا محتاج ہے  
وہ دوسروں کو کس طرح بنا سکتا ہے۔  
(۱) اگر یہ دیوان غلوغلو کو بناتا ہے۔ تو  
اس کے پیدا ہونے سے پہلے جو غلوغلو

کے سامنے بکری۔ بکری تب ہی نرہ  
رہ سکتی ہے کہ شیر جنگل سے نکل جائے  
حاصل

یہ ہے کہ کسی مذہب کے اتنے  
دشمن دنیا میں نہیں ہیں۔ جتنے کہ محمدی  
اسلام کے ہیں۔ اور اس کا سبب یہ  
ہے کہ دنیا کی کسی قوم کے پاس آسمانی  
کتاب نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی امت ہی پر یہ خاص فہم  
ہے کہ اس کی آسمانی کتاب قرآن مجید  
دنیا میں

۱۳۷۷ھ تک موجود ہے اور میت  
تک موجود رہے گا۔

کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ  
نے لیا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا  
اعلان ہے۔ **وَأَنَّا نَحْنُ غَنِيٌّ عَنَّا** (سورۃ الحجہ ۵)  
پارہ ۱۱

برادران اسلام۔ آج کے خطبہ کے  
جو عنوانات سطور بالا میں تحریر کئے گئے  
ہیں۔ آپ مٹینہ کے کسی حصہ میں جائیں  
سلطنت دلائل کفر کی ہو یا اسلام کی  
آپ ان عنوانات کو باطل ٹھیک  
پائیں گے۔

کہیں

نو علیہا ران مشرک۔ یعنی مشرک اقوام  
چاہتی ہیں کہ محمدی اسلام مٹ جائے  
اور کہیں کفر کی فوجیں محمدی اسلام کو  
غیرتہ و تاجود کرنا چاہتی ہیں۔ کیونکہ محمدی  
اسلام کفر کے

لئے پیغام موت ہے

اور کہیں زندہ محمدی اسلام کو مٹانا چاہتا  
ہے۔ کیونکہ محمدی اسلام زندہ ق کے لئے  
سم قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ اور کہیں اتحاد  
محمدی اسلام کے مقابلہ میں صف آرا ہے  
کیونکہ اتحاد کے پودے کے لئے بھی  
محمدی اسلام دیا ہی ہے۔ جس طرح بشر



دنیا میں ہو گزری ہے۔ وہ کس نے بنائی تھی۔ اگر وہ انصاف پسند ہے۔ تو اسے ماننا پڑے گا کہ واقعی مسلمانوں کا یہ عقیدہ ٹھیک ہے کہ تمام جہان کی مخلوقات کا بنانے والا خدا ایک اللہ ہی ہے۔

### اللہ تعالیٰ کے متفق مسلمانوں کا عقیدہ

لله ملك السموات والارض عجب وليمة وهو على كل شئ قدير هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم هو الذي خلق السموات والارض في ستة ايام فشر استوى على العرش جلد ما يبلغ في الارض وما يخرج منها وما يابل من السماء وما يخرج منها وهو معكم اين ما كنتم والله بما تعملون بصير له ملك السموات والارض والى الله ترجع الامور يوج الليل في النهار ويوج النهار في الليل وهو عليهم بذات الصدور سورة صمد پاره عطا دوعط

ترجمہ۔ آسمانوں اور زمین میں بادشاہت اسی کے لئے ہے۔ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی سب سے پہلے اور سب سے پچھلے اور ظاہر اور پوشیدہ ہے۔ اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔ پھر وہ عرش پر قائم ہوا۔ وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں اوپر پڑھتی ہے اور وہ شمار سے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ اس کو ہر تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی حرکت اچھی کے لئے ہے اور سب امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور وہ سینوں کے بھید خوب مانتا ہے۔

### منصف مزاج مشرک

کو ماننا پڑے گا کہ واقعی پریشہ دھلا ایسا ہی ہونا چاہیے۔ جسے مسلمان اپنا خالق مانتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہ

دنیا یا دوسری مخلوق کو بنانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

### یا مثلاً کافر کو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا قائل کرنا

جس طرح ایک مشرک کو مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا عقیدہ تسلیم کر لیا تھا۔ اسی طرح ایک مسلمان قرآن مجید کا عالم کافر کو اس بات کا خاشاک کر دینا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل کرنا انسانوں کا فرض عین ہے۔ مثلاً کافر یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو ماننا میرے ذمہ فرض نہیں ہے۔ اب قرآن مجید کا عالم اس سے پرچھے گا کہ تم اس دنیا میں کس طرح آئے ہو کسے کا کہ میری ماں نے مجھے بنا تھا۔ ہم کہیں کہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ تمہیں ماں سے بنا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اگر جینا ماں کے اختیار میں ہوتا۔ تو کوئی ماں ہے اولاد نہ ہوتی۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ بیس بیس سال سے شادی شدہ ہیں۔ مگر آج تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں جینے کا آگے ضرور ہے۔ مگر پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ اور صفحہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بچے مادر زاد اندھے ہوتے ہیں۔ لیکن مادر زاد بھرے ہوتے ہیں لیکن مادر زاد گنگے ہوتے ہیں۔ اگر ان کا اعتبار ہوتا تو نہ کوئی اندھا پیدا ہوتا اور نہ بہرا اور نہ گنگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کچھ میں بنائی۔ کافروں میں شوائب۔ زبان میں گویائی بھی کسی امر کے حکم سے ڈالی جاتی ہے۔ اور وہ ڈالنے والا نظر نہیں آتا۔ مگر وہ موجود ضرور ہے۔ مسلمان اسی کو اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے تعبیر کرتا ہے (الانکار) لا اله الا اللہ وہیں ولت الا بصائر وهو اللطیف الخبیر (سورۃ الانعام نوحہ ص ۱۱) تک۔ ترجمہ اُسے کچھ نہیں دیکھ سکتیں اور وہ انہیں کو دیکھ سکتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین بخوار ہے۔

### کافر سے ایک سوال

اگر کوئی شخص تم پر کسی قسم کا احسان کرے تو تیرا دل اس سے ممنون احسان ہوگا۔ یا نہیں۔ جب ہوگا تو تیرا

دل چلے گا کہ زبان سے اس کا تحلیہ ۱۱۱ کر دے۔ جس خدا نے تمہیں مٹی کے قطرہ سے ماں کے پیٹ میں بنایا۔ تمہارے سب اعضا باطن مکمل کرنے کے بعد اس وجود میں روح ڈالی۔ انہیں میں بینائی ڈالی۔ کانوں میں سنتے کی طاقت رکھی۔ زبان میں بولنے کی قوت پیدا کر دی۔ غرضیکہ تیرے وجود کے ہر عضو میں کوئی نہ کوئی غرضی رکھی۔ اور غویاں بھی وہ کہیں کہ اگر وہ نہ دیتا تو وہ غویاں سارے دنیا کے خزانے بھی خرچ کر دیتے۔ تو بھی کہیں سے نہ مل سکتے مثلاً اگر خدا تعالیٰ مادر زاد اندھا پیدا کر دیتا تو تمہیں دنیا میں کس قیمت پر بینائی مل سکتی تھی۔ بزرگ نہیں۔ اب تمہارے کا ایسے محسوس کا حکم ماننا تیری فطرت کا تقاضا ہے یا نہیں۔ اگر وہ انصاف پسند ہے تو اسے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ واقعی مجھے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل کرنی چاہیے۔ یا

### مثلاً

ایک محد یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو دائرۃ الزکوة سورۃ البقرہ کا پارہ ۱ (مشترکہ اور زکوة دو) کا حکم ہے۔ زکوة سے مراد یہ ہے کہ صاف ستھرے ہو کر رہو۔ اگر ہم غسل خانہ سے نہا کر باہر نکل دیتے تو ہم نے زکوة کے حکم کی تعمیل کر دی۔ ایک حق پرست عالم کتاب و سنت اسے سمجھائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک قرآن مجید کی مراد سمجھنے کے لئے دراصل اللہ تعالیٰ ہی سے معلوم کرنی چاہیے تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجویز کیا پھر ہے۔ اس نایب کے متفق اعلان ملاحظہ ہو۔ دما بیطریق عن المعصیۃ ان هو الا دعی (یعنی) سورۃ النجم نکتہ ۱ (پہلی ترجمہ) اور نہ وہ (دینی) خواہش ہے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وہی ہے لیکن جو قرآن ہے) جو اس پر آتی ہے ۱۱۱ لہذا وہ عالم اس محد کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی زکوة کی معنی بیان کرے گا۔ اس محد کو زکوة کی حضور اکرم کی بیانیہ کردہ معنی ماننی پڑے گی۔



تذکرہ باطن کے منکر ہیں۔ کیونکہ وہ تو خود اندر سے ہیں۔ وہ ایسے اندھوں کی کب راہ نمائی کر سکتے ہیں۔ بقل جیسے خفتہ را خفتہ کے منہ بیدار ہوئے اور نہ ہی ان کے مقابلہ میں جڑ پر علماء کرام آ سکتے ہیں۔ جنہوں نے کسی صاحب دل برلی روحانی سے تربیت نہ لائی ہو۔ وہ حضرات طالب حق کو تو دلائل سے دقیق سے دقیق مغفرت ذہن نشین کر سکتے ہیں۔ مگر جس چیز کا تعلق عالم برزخ سے ہو۔ اس کا یقین دلائل سے کس طرح دلا سکتے ہیں۔ چونکہ ضابط قبرا تعلق عالم برزخ میں کال ہو گئے وہ منکر ضابط قبر سے فرمائیں گے۔ بیجا تم ہمایہ پاس آؤ۔ اور تذکرہ باطن کی جو شرائط ہیں مثلاً محال اور طیبہ چیزوں کا کھانا پینا مشتبہ اور حرام سے قطعاً پرہیز۔ محال اور بے دیرتلی کی صحبت سے دور رہنا۔ اس کے بعد جو اذکار الہیہ جس جس وقت میں چاہیے تعداد میں بتلائیں ان کی پابندی کرنا اور ہماری صحبت میں بیٹھنے کا جو طریقہ ہے اس طریقہ کو غوراً رکھ کر صحبت میں بیٹھنا۔ ان شرائط کو پورا کرو۔ انشاء اللہ تاملے اس طریقہ سے کچھ عرصہ تک زندگی بسر کرنے کے بعد جب تم پایہ تکمیل تک پہنچ جاؤ گے اس وقت تمہیں ہر فرقے و مذہب کا گرو یا ہدایت کا باغ ہونے کا علم ہو سکے گا۔ اور تمہیں اپنے مشاہدے پر اتنا وثوق ہوگا کہ ساری دنیا کے انسان بھی تمہارے خلاف کیونکہ تم کو گے۔ تم سب جھوٹے ہو۔ اور اس جرح کے متعلق بر میرا فیصلہ ہے وہ صحیح ہے۔ میرا خیال ہے۔

اب سمجھ گئے ہوں گے

کہ اہل باطن حضرات اسلام کی وہ خدمت انجام دے سکتے ہیں جو اور کوئی نہیں کر سکتا۔

اہل باطن حضرات سے عام مسلمانوں کا فائدہ اٹھانا

عرض یہ ہے کہ جیسے ہم انسان کہتے ہیں۔ وہ دو چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم اور روح۔ جسم کی بناوٹ زمین سے پیدا

ہو جیڑوں سے ہے اور روح عالم بالا سے لاکر انسان کے جسم میں داخل کی گئی ہے اس کی تفسیر صحیف شریف سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جسم کی بیماریاں اور بیماریاں مثلاً پیٹ میں درد۔ سر میں درد۔ گردے میں درد وغیرہ ویرو اور روح کی بیماریاں اور ہیں۔ جس کا پتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مل سکتا ہے۔ مثلاً کہہ۔ حسد۔ ریا وغیرہ۔ یہ خیال رہے کہ اگر ان روحانی بیماریوں سے غفلت ہو کر دنیا سے نہ گیا۔ تو ان کے بہت قیامت کے دن دوزخ میں جانا پڑے گا۔ صاحب باطن حضرات جنہیں اولیاء کرام کے مبارک نام سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ اس حق کے استاد ہوتے ہیں بشرطیکہ صبح معنی میں صاحب باطن اور کامل ہوں وہ اس قسم کے اذکار الہیہ کی مشق کرتے ہیں۔ جس کی برکت سے انسان امراض روحانی سے شفا پا رہا ہے۔

اللھم اجعلنا منھم

سمجھنے کے لئے ایک مثال

جس طرح ایک شخص کسی دوکاندار کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ میں اس پگڑی کا رنگ سبز کرنا چاہتا ہوں۔ دوکاندار اس سے چار آنے لے کر پڑیا میں سبز رنگ دے دیتا ہے پھر وہ شخص رنگ ساز کے پاس جاتا ہے کہ یہ رنگ پڑیا سے پگڑی پر پھیر جائے۔ رنگ ساز کہتا ہے۔ بہت اچھا۔ پگڑی اور رنگ دے جاؤ۔ تمام کو لے جانا۔ رنگ ساز کا کمال یہ ہے کہ وہ رنگ پگڑی کی ایک ایک تار پر پڑھا دیتا ہے۔ باطن کی رنگینی کو بھی اسی پر بنائیں کہ کچھ رنگ تو ہے قرآن۔ رنگ فروش ہیں علماء کرام۔ گناہ ہیں صوفیائے غلام۔

جامعیت ہو تو نور علی نور

اگر اللہ تاملے کسی عالم کو خلق خدا کے باطن کی اصلاح کی بھی توفیق ملا فرمائے تو یہ اس کا فضل ہے۔ مثلاً ایک شخص بازار میں دو چیزیں خریدنے کے لئے جاتا ہے۔ اگر وہ دونوں چیزیں ایک ہی دکان سے مل جائیں تو پھر دوکانوں پر جانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ الحمد للہ تم الحمد للہ۔ ہمارے

ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے بانی تھے علم و اخلاص حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر تاجیک اش کی سرپرستی کا شرف ایسے ہی صاحب حضرات کا حاصل ہوتا رہا ہے۔ آج بھی حضرت مولانا مفتی شمس العزیز صاحب مدنی دامت برکاتہم و آلہم سیدین احمد صاحب انظار والباطن ہیں۔ ان کے علمی کمالات کے قائل تو ہاں انسان ہوں گے۔ اور ان کے باطنی کمالات کے حامل فقط باطن کی تعلیم رکھنے والے اہل دل ہیں کے قلب باطن ملکوت کے حالات کا بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ وہ حضرات جانتے ہیں کہ مولانا کیا ہیں۔ جو لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ وہ لوگ باطن کی بینائی سے محروم ہیں چنگاڑ اگر یہ کہے کہ سورج میں نور نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے تو دن میں بھی روشنی کی بجائے اندھیرا ہی نظر آتا ہے تو کیا واقعی سورج میں نور نہیں ہے یا چنگاڑ کی ہر نگاہیں سورج کا نور دیکھنے سے عاجز ہیں۔

اسلامی سلطنت کی ساری فوج اور سپاہ کا فرض اولین اسلام کی حفاظت ہے

اگرچہ اللہ تاملے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے آپ کا ہر فرمان رحمت ہے۔ آپ کا ہر عمل رحمت ہے۔ آپ کا ہر حکم رحمت ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اسوہ حسنہ ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ دنیا میں بسنے والا ہر شخص آپ کی تحریک اسلام کو رحمت تصور کرتا۔ اور اس کے اتباع کو اپنے حق بنی حجت خیال کرتا۔ مگر اس کا کیا علاج ہے۔ کہ ابلیس لعین جو قیامت تک حلت لے کر دنیا میں آیا ہوا ہے۔ اور اس کی زندگی کا نصب العین خلق خدا کو صیغ راستہ سے چٹانا۔ انبیاء علیہم السلام کی ہر نیکی کی تحریک کے راستہ میں روک دھکا دینا ہے۔ اس لئے وہ بھی ہر پیغمبر کے مقابلہ میں شیطانی خدو کو صفرا کرتا رہا ہے۔ اسی اپنی برائی عادت کے مطابق رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں بھی اپنی خبیثہ لایا۔ اللہ

اس کی فوجوں نے اسلام کے مقابلہ میں شکست  
 فاش کھائی۔ مگر پھر بھی وہ باز نہیں  
 آیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 مبارک زینے اور آپ کے بعد صحابہ کرام  
 کے مبارک زمانہ میں بہت نہیں ہوئی  
 اس کے بعد بھی اس کا ہر زمانہ ہر  
 طریقہ دیا۔ چنانچہ اسلام کی تیرہ سو سالہ  
 تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ ہر دور اور  
 ہر زمانہ میں سلاطین اسلام دشمنان اسلام  
 سے برسرِ پیکار رہے۔ چنانچہ آپ کو  
 سلام ہے کہ سلاطین اسلام کے جنڈے  
 کے نیچے بیسی جگہوں میں مسلمانوں نے  
 لاکھوں کی تعداد میں مخالفت اسلام کیلئے  
 آپ کی حاکمیت قرائی کی۔ آپ کو مسموم  
 ہے کہ ترکوں کی سلطنت یورپ میں ایک  
 ہے۔ جس طرح بتیں دانتوں میں ایک  
 زبان۔ ترکوں کے متعلق یہ ضربِ الف  
 مشہور تھی۔ ابیں کہا کرتی تھیں۔ ہم اس  
 لئے پیچے بنتی ہیں کہ میدانِ جہاد میں  
 کام آئیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ  
 ایک ایک ترک مجاہد کی قبر پر کروڑوں  
 رعیتی نازل فرمائے۔ جنہوں نے اپنے  
 سال سے شجر اسلام کی اپنے فرائض  
 کے خون سے آبیاری کی ہے۔ یہ شجر  
 اسی کی شہادت دے گا۔ شعب  
 الہی آمرو رکھو میرے ترک جہادوں کی  
 دیارِ مصطفیٰ خیر اور سے کے پاساؤں کی

### ترکوں کی اسلام دوستی

اسے مسلمانانِ لاہور تزییناً کرتیں  
 سال کا عرصہ ہوا۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ  
 غازی روتوں کے صاحب ترکوں کے نمائندہ  
 کی حیثیت سے لاہور میں تشریف لائے  
 تھے اور انہوں نے رات کے وقت اسلامیہ  
 کالج کے حبیبیہ ہال میں تقریر فرمائی تھی  
 انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم تو اسلام ہی  
 کے نام سے زندہ ہیں۔ ہمارا دشمن دیور  
 تہیں غلط اطلاعات دیتا ہے کہ ترکوں نے  
 اسلام کو مجبور دیا ہے۔ انہوں نے ایک

### عجیب واقعہ سنایا

کہ اسلامیہ کی جنگ میں جب قسطنطنیہ  
 پر برطانوی اور فرانسیسی فوجوں نے قبضہ  
 کر لیا۔ اس وقت بیگ راکش پارٹی نے  
 ترکوں کی تربیت یافتہ فوج کے ذریعہ جو  
 مختلف مقامات پر منتشر تھے۔ ابیں جمع کیا  
 اور انکھ کو اپنا مرکز قرار دے کر اس

تربیت یافتہ فوج کو مرتب کر کے قسطنطنیہ  
 پر حملہ کیا اور اتحادی فوجیں ترکوں کی  
 ہمار فوج کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ قسطنطنیہ  
 فتح ہو گیا۔ اس دشمن میں غازی صاحب  
 نے فرمایا ایک سوختہ ایسا آہیا کہ ایک  
 پہاڑ پر توختا چڑھا کہ اگر بیڑا بیڑوں کے  
 میگزین پر گرنے باری کی جائے تو یونانی  
 فوجوں کو شکست دی جاسکتی تھی۔ چنانچہ  
 ہم نے سارے ملک میں جہاد کا اعلان  
 کر دیا۔ جہاد کے جذبہ کے ماتحت ترک  
 عورتیں بھی آئیں۔ ان عورتوں نے پہاڑ  
 پر توختا چڑھا دیا۔ چونکہ پہاڑ پر برتن  
 پڑی ہوئی تھی حتیٰ ان کے پاؤں شل ہو ہو  
 جاتے تھے اور گرتی جا رہی تھیں۔ ہم  
 انہیں فوج کی طرف سے گرم لباس بھی دیتے  
 تھے تو بھی نہیں لیتی تھیں۔ بالآخر انہوں  
 نے پہاڑ پر بہت کر کے توختا چڑھا  
 ہی دیا۔ ہم نے وہاں پہنچ کر بیڑا بیڑوں  
 کے میگزین پر گرنے باری کی۔ میگزین کو  
 آگ لگ گئی اور علحدہ فتح ہو گیا۔

### موجودہ حالات سے قطع نظر

کر کے ہیں اس کا اعتراف کرنا پڑے گا  
 کہ صدیوں تک ترکوں کے جذبہ جہاد اسلام  
 کی برکت سے اسلام کی عزت اور عظمت  
 سرزمینِ یورپ میں قائم رہی ہے۔

### علیٰ رضا القیاس

ریاستِ میسور میں سلطان ٹیپو نے  
 انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا سلطان  
 خود میدانِ جنگ میں شجاعت اور جہاد سے  
 لڑتا لڑتا شہید ہو گیا۔ اس شہیدیت نے انگریزوں  
 کے سامنے جھکنے کی بجائے موت کو ترجیح دی اور انہوں  
 اس مرحوم و مفکر کی قبر پر کروڑوں خیرین نے ہاتھ  
 لگائے۔ آمین اللہ تعالیٰ

### حاصل

یہ ہے کہ جس طرح حق پرست علماء  
 کرام نے علمی قابلیت سے اسلام کو رکن  
 رکھا۔ اسی طرح علمدارانِ تزکیہ حضرات  
 نے اپنی توہمات سے اسلام کے چراغ  
 لوگوں کے دلوں میں روشن کر دیئے۔ اسی  
 طرح سلاطین اسلام نے بھی اپنی فوجی  
 طاقت سے اسلام کا جھنڈا بلند رکھا۔  
 اسلام کی حفاظت کے لئے مسلمان فوجیں  
 کفار کے مقابلہ میں سر دھڑ کی بازی لگاتی  
 رہیں اور جامِ شہادت پنی کر جنت کا  
 ملک لے کر رحمتِ الہی کے سایہ میں جا

کر فی حواصل الطیوس الخضر اسیر رنگ  
 کے پردوں کے بوٹوں میں داخل ہو کر  
 جنتِ بیدا کرتی رہیں۔

اسلام سے کفر کی ٹاکر حضور اوتار کے  
 مبارک زمانہ سے آ رہی ہے

(۱)

کافر شیطان کے دوست ہیں  
 ان سے لڑو

الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللہ  
 والذین کفرو یدافعون فی سبیل الطاغوت  
 فقاتلوا اولیاء الشیطان ۛ انکذلک الشیطان  
 کان ضعیفاۛ (سورۃ النساء ۷۵) (ترجمہ)  
 جو ایمان والے ہیں۔ وہ اللہ  
 کی راہ میں لڑتے ہیں سو تم شیطان کے  
 ساتھیوں سے لڑو۔ بے شک شیطان کافر  
 سب کمزور ہیں۔

### حاصل

یہ نکلا کہ اسلام کے خلاف شیطان کے  
 دوست ہیں اور شیطان روزِ اولیٰ ہے  
 حق کا دشمن چلا آ رہا ہے۔ لہذا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صحابہ کرام کے  
 کفار کے ڈرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

کفار سے جہاد اس وقت تک جاری  
 رہیگا۔ جب تک کفر کا جھنڈا اسلام  
 کے سامنے سرنگوں نہ ہو جائے

د ہم حق کا لٹکوں  
 بیکون الدین اللہ خان (اشہد ان لا اله الا اللہ)  
 (سورۃ البقرہ ۲۰۸) (ترجمہ)  
 (اشہد ان لا اله الا اللہ) (ترجمہ)  
 خدا باقی نہ رہے اور اللہ کا دین قائم ہو  
 جائے۔ پھر اگر وہ باز جائیں تو سوائے  
 ظالموں کے کسی پرستی جائز نہیں۔

### حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
 حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ مینی کافروں سے  
 لڑنا اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور  
 کسی کو دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور انہیں  
 اللہ ہی کا حکم جاری رہے۔ سو جب وہ  
 شرک سے باز آجائیں تو زیادتی سوائے  
 ظالموں کے اور کسی پر نہیں۔ مینی جرمِ بدی



# مجلس فکر

مسقطہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد خودنو و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

## آخر تک مدین طہنہ کی حرص محمود

ہائے پوری نہیں پڑتی جب ۱۰۰ روٹو  
ماہور ہو گئی تو بھی یہی بکارتے رہے۔  
پیر باب ۱۵۰ روٹو ہمار ہو گئی تو بھی  
یہی صورت حال رہی۔ تنہی آہنی بڑھتی  
گئی۔ اپنی حوص بڑھتی گئی۔ پہلے شہر میں  
رہتے تھے۔ اب کوٹھی بنا لی ہے۔ کوٹھی  
کے لئے مستقل دھولہ۔ سبلی اور علی کی  
ضرورت ہے۔ ان سب کی بڑھتی کے لئے  
کوٹھی میں مستقل رہائش چاہیے۔ جتنی  
کدنی بڑھتی گئی۔ اتنا خرچ بڑھنا گیا۔ گویا  
جہنم بڑھتی گئی۔ جوں جوں دوا کی  
دنیا کی حرص خدوم ہے اور اہمیت  
کی محمود۔ دیکھتے کہ ادھر کی حرص مر  
جائے اور ادھر کی پیدا ہو جائے۔ خدا  
کے میرے اور آپ کے اللہ یہ تبدیلی  
پیدا ہو جائے۔ ہادی کی صحبت میں یہ  
تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی نے شیک  
کہا ہے۔ بڑا سداون۔ بڑا محک یادوں  
ملنگ ایک شخص کے چار بیٹے اور تین  
سیٹیاں ہیں۔ ان سب نے ہادی اور داد  
سے یہ شخص دادا اور نانا تو بن گیا  
مگر کبھی ایک بیٹا بیمار ہے تو دیکھ۔  
کبھی ہو بیمار ہے تو دیکھ۔ کبھی بڑا  
بیمار ہے تو دیکھ۔ خوشی اس کو سب  
کا دیکھ ہے۔ بزرگوں کی باتیں جڑ بات پر  
یعنی ہوتی ہیں۔ بڑا سداون۔ بڑا محک یادوں  
والا مقلد بالکل شیک ہے۔ ادھر کی حرص  
دیکھ کا باعث شوق ہے۔ قرب الی اللہ  
کی حرص میں دیکھ ہے یہ نہیں۔ اس میں  
لکھتے ہیں شیک ہے۔ جتنی کسی کی بھڑکی ہوگی  
اتنا ہی اس کو دیکھ ہوگا۔ بھڑکی والے

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
دکھنا رسالہ علی عبادة الذین اصطلحوا  
اما بعد عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ  
نے انسان کی فطرت میں حرص کا مادہ  
رکھا ہے۔ ان کا اپنا ارشاد ہے :-  
وَ اُخْصِرْتُ الْاَفْئِدَیْنَ الشَّخْصَ الْاَبِیْرَ  
درودہ السکندر دکرہ مشا (پ)۔ (درجہ)  
اور دلوں میں حرص موجود ہے انسان  
کے بچہ کو لئے لیجئے۔ اس کی خواہش  
یہ ہوتی ہے کہ سب کچھ میری ہی  
بھولی میں پڑ جائے۔ بڑے تو بھلے  
خود رہے۔ بچہ کے حرص کی یہ حالت  
ہے کہ اپنے جانی ہمنوں کا حصہ بھی  
خود ہی سمیٹ لینا چاہتا ہے۔ اس  
کے متفق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
ارشاد واضح ہو۔ عَنِ ابْنِ عِبْرِیْنِ عَنِ  
الْاَبْنِیْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ قَالَ لَوْ  
کَانَ لِابْنِ اَدَمَ زَوْجَانِی مِنْ مِثْلِ  
کَاثِبِیْ لَفَارِقَا وَ لَا یَمْلِکُ جُودُ ابْنِ  
اَدَمَ اِلَّا الْاُتْرَاقَ وَ یُحِبُّ اللہُ حَالِی  
مَنْ تَابَ (متفق علیہ)۔ (ترجمہ) بہترین  
عباس نامہ فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا۔ اگر آدمی کے پاس مال  
سے بھری ہوئی دو دواہیاں ہوں تب بھی  
وہ تیسری کو تلاش کرے گا۔ اور آدمی کے  
پیشے کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر دفتر کی  
مٹی دیکھیں اس کی حرص گھر ملک باقی رہتی  
ہے) اور خداوند تعالیٰ (حرص خدوم) اس  
پندہ کی توبہ نہیں کر دیتا ہے جو توبہ کرے  
عازم پنہن کر پیچہ جب تیرہواں ۱۵ روٹ  
ماہور مٹی تو بھی یہی کہتے تھے کہ ہائے

سے باز آ گئے۔ وہ اب ظالم نہ رہے  
تو اب ان پر زیادتی بھی مت کرو  
ہاں جو فتنہ سے باز نہ رہیں۔ ان کو  
شوق سے قتل کرو۔

آج بھی مسلمان اسلام

بالخصوص ہماری سلطنت پاکستان

کا یہ اولین فرض ہے کہ اندرون ملک  
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں  
اسلام کو زندہ اور تابندہ رکھنے کی سڑو  
کوشش کرے۔ اور اگر کوئی بیوقوف  
طاقت ملک پاکستان سے یہ حق پھینکا  
چاہے۔ تو پاکستان کے ہر مسلمان کا  
فرض ہے کہ پاکستان کی سرزمین کو  
کفار کی گرفت سے بچانے کے لئے  
میدان میں آئے۔

### آخری دما

اللہ تعالیٰ سے دما کرتا ہوں۔ کہ  
ہر فرقہ کے علماء کرام کو رسول اللہ صلی  
علیہ وسلم والے اسلام کو ہر ممکن کوشش  
کر کے زندہ اور تابندہ رکھنے کی توفیق  
عطا فرمائے۔ اور تمام مسلمانوں کو اس  
پیرا فتنوں والے اسلام کا پابند بنا کر  
پاکستان کی حفاظت کا جذبہ دلوں میں  
پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور  
حکومت کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ  
اندرون ملک میں جید عدائے کرام کے  
مشورہ سے اسلامی قانون بنا کر رائج  
کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مسلمان  
کو مسیح کر کے پاکستان کی حفاظت کے  
لئے سرگرم کرنے کی توفیق عطا فرمائے  
و ما علینا الا البلاغ

### اللہ بکاتی

جے بکتر زریہ لاسل کبلازم کلس  
ایک ہی رستہ سب دھوکا لگوا  
مال و ملک زین گنج و حشم  
کب کسی کو ہے قیاس سے فنا کیو

زندہ رہے۔ وہ بہت کم برسلے تھے۔ ان کا تربیت کا اور طریقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اگر ایک فقہا بھی اٹھ جائے تو وہ دنیا کے تمام زور و اجرات کے زیادہ قیمتی ہے۔ ادھر جتنا برائیں گے اتنا ہی زیادہ گھر ہوگا۔ اب میں اس راستہ میں ترقی کے جو تین درجے ہیں وہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

**پہلا درجہ** عقیدت کا ہے۔ عقیدت کے معنی یہ ہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا محمد رسول اللہ سچا ہے۔ میرا خدا سچا ہے اور اس کا رسول سچا ہے۔ میرا قرآن سچا ہے۔ میرا اسلام سچا ہے۔ یہ جذبہ ایمانیوں کے اندر ہوتا ہے۔ چار چمکھیر کے خلاف جب اعلانہ لکھی میشن شروع کی تو ہر آدمہ گھنہ کے بعد سیالکوٹ سے ۲۱ آدمیوں کا جھنڈا جاتا تھا۔ یہ سب دیہات کے رہنما کار تھے۔ دوسرے دن مہاراجے ہاتھ جوڑ دیئے۔ دیہاتیوں کی یہ عقیدت بلا دلیل ہوتی ہے۔

**دوسرا درجہ** بصیرت بالذلال کا ہے۔ یہ جیدہ علماء کرام کو حاصل ہوتا ہے۔ حضرت ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب حق اللہ باللہ میں احکام شریعہ کے مصالح بیان فرمائے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس بلند پایہ کتاب کو سمجھنے کے لئے تمام علوم ظاہری کا فارغ ہونا ضروری ہے۔ اس کو پڑھانے کے لئے علوم باطنی کی بھی ضرورت ہے۔

**تیسرا درجہ** بصیرت باطنی کا ہے۔ یہ چیز بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھی۔ آپ صحت فرماتے ہیں کہ چند آدمی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں انہیں میں شکر برکتی پیدا ہو گئی۔ میں نے بارگاہ الہی میں دعا کی۔ میں نے دیکھا کہ میری دعا آسمان پر گئی۔ اس نے بارگاہ الہی میں قبولیت پائی اور ایک نورانی نکتہ کی شکل میں واپس آئی۔ اور ہماری مجلس پر آکر اس نے عیناً ترشح کیا۔ جہاں جوں وہ روشنی پہنچتی گئی۔ دلوں سے کورت کلکت گئی۔ اور طبعیتیں صاف ہوتی گئیں۔ آگے فرماتے ہیں۔ دیکھو! خلافت پورائی جتنی دیر چلتی ہے اور یہ سب کچھ میرے مشاہدہ میں تھا۔ یہ شاہ صاحب

کسی کو شکیلی دیکھ ہی نہیں سکتے۔ میں کہا کرتا ہوں اگر آپ اپنی رافوں کا تجربہ بنا کر اس کے کباب بھی برادری دلوں کو کھلائیں گے۔ تو بھی یہ آپ سے راہی نہ ہوں گے۔ کوئی کچھ کا شرع زیادہ ہی مٹی کوئی نکتہ نہ ہونے کی شکایت کرے گا میں کہا کرتا ہوں کہ سب طبع کے بار ہیں۔ بے طبع کا بار یا اللہ تعالیٰ۔ یا سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللہ علیہم وعلیہم والسلام اور یا پھر اللہ والوں کو بے طبع کا بار دیکھا۔ اللہ والوں کو حفظ اللہ کا نام پیتا ہوتا ہے۔ حضرت ارموی رحمۃ اللہ علیہ کو مجھ سے بڑی محبت تھی۔ سالانہ وہ سیدہ اور میں اپنی وہ سندھی اور میں پنجابی۔ میں نے کبھی ان کو ایک روپیہ بھی نذرانہ پیش نہیں کیا تھا۔ اس زمانہ میں ہوتا ہی نہ تھا۔ جب کبھی اللہ تعالیٰ کہیں سے ۲۵ روپیہ دوا دیتے تو ان کی خدمت میں ایک رات کے لئے حاضر ہو جاتا تھا۔ اس زمانہ میں ۸/۸ کو جانے کا

اور ۸/۸ بچے آنے کا کرایہ ہوتا تھا۔ دو روپیہ راستہ کا خرچہ اور باقی پوری نہیں کو دے جاتا تھا۔ جب میں حاضر ہوتا تو جیسے نہ سامنے اور فرماتے اپنی بیٹا آ گیا۔ وہ اس لئے مجھ پر اپنی شفقت فرماتے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ یہ صرف اللہ کا نام پڑھتے آتا ہے اند بھاری اماں کو کھلا بھیجے کہ گندم کی روٹی اور کھن بیسویں۔ لاہور سے احمد علی آیا ہے۔ میری واپسی پر ہماری اماں سے فرماتے کہ میرے بیٹے جانا ہے مٹیوں روٹی پکا دو۔ حضرت م کے اس شفقت پر مجھ پر بے حد اثر تھا۔ مجھے حضرت م کے عشق تھا۔ عربی میں کسی نے کہا ہے۔ ع

اغاد تکرہ النعماء مئی ثلثتہ  
بیدی ولسانی والظہیر الجہا  
لنجمہا (بیری) غرض نے دے میرے  
حسن) میری تین چیزوں کو تیرا کو دیا ہے  
دیرا ہاتھ تیرے شکر کے لئے اٹھتا ہے  
اور میری زبان تیرا شکر کرتی ہے اور  
میرے سینہ میں پوشیدہ دل (جو ہے) اور  
وہ بھی تیرا شکر کرتا ہے  
اسی طرح حضرت دین پوری م بھی  
مجھ پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔  
وہ میری بیت کے بعد چالیس سال تک

کی بصیرت باطنی ہے۔  
نیچ کاٹ ہو اور طالب صادق ہو تو  
بصیرت باطنی پیدا ہو جاتی ہے میں ہمیشہ  
عرض کیا کرتا ہوں کہ طالب صادق کے لئے  
عقیدت ادب اور اطاعت ضروری ہے  
بصیرت باطنی پیدا ہو جائے تو اسلام  
کے ہر حکم میں فور اور خلافت اسلام  
تمام چیزوں میں خلقت نظر آتی ہے۔ اللہ جو  
کے پاک نام کی برکت سے یہ درجہ حاصل  
ہو جاتا ہے۔

افسوس صد افسوس۔ مسلمانوں میں سے  
تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت کو اسلام سے  
عقیدت نہیں ان کے دل میں عین دین  
کی کوئی عزت نہیں۔ وہ ان کے لئے مٹا  
کا تو تین آدمیوں کا استعمال کرتے ہیں  
مٹا کیا کھنا ہے۔ وہ صرف کھانے و  
مست کا پیغام پہنچاتا ہے۔ اس قسم کے  
جو لوگ مٹے ہیں۔ ان کی قبروں تو  
دکھائے۔ کہیں جہنم کا گڑھا تو نہیں  
بنی ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو شہادت  
بصیرت بالذلال اور بصیرت باطنی عطا فرمائے  
آمین یا اللہ العالین۔ سندھ میں ایک ولی  
تھے۔ جن کا اسم گرامی خدمد نوح تھا۔ وہ  
فرماتے تھے۔ میں ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ  
کو دیکھتا ہوں۔ اس علاقہ میں ایک عالم  
تھے۔ جن کا اسم گرامی خدمد جعفر تھا۔  
وہ ایک دفعہ خدمد نوح کے پاس گئے۔  
اور ان کی آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ بیٹھے  
اور دریافت کیا کہ اب بھی اللہ تعالیٰ نظر  
آتا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔ خدمد جعفر  
نے فرمایا میں مدم ہو گیا کہ آپ ان  
آنکھوں سے نہیں۔ بلکہ دل کی آنکھوں سے

اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں۔ جس کے بعد خدمد نوح  
فرمایا کہ میں نے اگر نہ ہوتا جعفر تو فرمایا کہ  
اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔  
(۱۵۷) میں کوئی نہیں جیسا کہ حد کے ساتھ صحیح بخاری  
ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ بصیرت باطنی عطا فرما  
دے تو پھر میرا ذکر نظر آتی ہے۔ حلال  
اور حرام میں تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض  
چیزوں کا اظہار حلال اور حقیقت میں حرام ہوتی  
ہیں۔ مثلاً چوری کی کسری کا گوشت اظہار  
حلال لیکن حقیقت میں حرام ہے۔ بصیرت باطنی  
حلال میں بھی پتہ چل سکتا ہے جس میں جب  
کسی کوئی چیز پڑے کہ حلال یا حرام ہے۔ تو  
لاہور کا دودھ گوشت اور کچی پھڑا دیا کہ وہ  
لاہور کی یہ تینوں چیزیں بعض اوقات مشتبہ ہو جاتی ہیں۔

... اللہ تعالیٰ نے اپنے اور آپ کو شہادت بصیرت بالذلال اور بصیرت باطنی عطا فرمائے آمین یا اللہ العالین۔



فَرَمَادَہٗ حَسْبُ لَیْسَا حَسْبُ عَلَیْہِ سَلَامُ

مذتب محمد مقبول عالم بنی۔ اسے ناہور

کی باتیں کہہ کر دیتے تھے۔ ایک کوئٹہ کی کھٹائی ہو رہی تھی۔ کچھ مزدور بھی ٹھہر رہے تھے۔ اپنے مریدوں سے بدچلتا بناؤ یہ کون ہیں۔ وہ آپ سے ہے۔ کہ حضرت کوئی حکمت کی بات کہیں گے۔ پھر فرمایا۔ یہ ماں باپ کے ہاتھ ہیں۔ توئی کمال حاصل نہ کیا۔ اب گدھوں کا کام کرتے ہیں اور مٹی ڈھرتے ہیں۔ انسان دادا بھی ہو جائے۔

تو عیا کے مقابلے میں بے وقوف ہے اسن ہے۔ وہ دنیا اور آخرت کی زندگی کی پہچانوں سے ناواقف ہے۔ اسن قائل اس کی ضرورتوں سے واقف ہے وہ انبیاء عظیم السلام کی معرفت علم دیتا ہے۔ کہ مرے کے بعد کیا ہونے والا ہے۔ اور دنیا میں زندگی کیسے گزارنی چاہیے۔ بنی کے بعد اس کے تربیت یافتہ علمائے ربانی سمجھتے ہیں کہ دنیا کی زندگی کیسے گزارنی چاہیے۔ تاکہ آخرت کی زندگی سمجھ جائے۔ پھر لوگ بنی کے دامن سے راستہ ہوتا ہے۔ وہ کامیاب ہو جاتے ہیں اور جو دالہ نہیں ہوتے۔ وہ برباد ہو جاتے ہیں جانشین انبیائے عظیم السلام کی دو خیریں ہیں۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام علماء دین کا مطلب سمجھتے ہیں۔ اور صوفیائے کرام دین کا رنگ پڑھتے ہیں دونوں فرقی ہیں۔ جیسے ماں باپ دونوں تربیت کرتے ہیں۔ باپ کو کہا کہ نا ہے۔ ماں پکا کر کھلاتی ہے۔ ماں باپ جانی مری ہیں علمائے کرام دین سمجھتے ہیں اور صوفیائے کرام اس کا رنگ پڑھتے ہیں۔ اصلی میں رب العالمین ایک اللہ ہے اس نے اپنا ربوبیت کے مظاہر بنا رکھے ہیں۔ ماں باپ اور علمائے کرام اور صوفیائے عظام حضرت ربوبیت الہیہ کے مظاہر ہیں۔ لیکن بزرگوں میں ربوبیت ہوتی ہے۔ اگر ایسے مل جائیں تو پھر وہ شفیقوں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

انسان کو چاہیے کہ وہ دونوں زندگیوں کی جھانکیے ہو اپنا چاہتے ہیں اور دنیا کو منظور بناتے ہیں انھیں دنیا مل جاتی ہے اور وہ دنیا اور آخرت دونوں چاہتے ہیں۔ انہیں دونوں زندگیوں کی صفائی مل جاتی ہے۔ قرآن مجید میں یہ بات حلیوں کے متعلق بیان فرمائی۔ لیکن حلی

انسان کس بات پر اکتا ہے۔ جب انسان سرکش ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی نفسی کھوتا ہے۔ اسن انسان تو ایک مٹی کا قلوہ تھا۔ اس قطرے سے بچے کس نے بنایا۔ تیری ماں نے یا جیسے باپ نے نہیں ایک خدا نے جو رب ہے۔ پس جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اس نے رب کو پہچان لیا۔ انسان کی دو زندگیاں ہیں۔ ایک دنیا کی دوسرے آخرت کی۔ دنیا کے معنی ہیں نزدیک اور آخرت کے معنی ہیں بعد میں آنے والی تو نزدیک والی زندگی یعنی مرنے سے پہلے دنیا کی زندگی ہے اور مرنے کے بعد آخرت کی زندگی ہے۔ اور ان کو دونوں زندگیوں کی اصلاح پیش فرمے اس لئے ایسی ہدایات دیتے ہیں۔ جس سے دونوں زندگیاں سمجھ جائیں۔ انسان بے کھر بچے کی طرح ہے۔ پھر نہیں جانتا کہ حقونیت کے بعد شباب کی زندگی ہے اب تو دوسرے میرے فیکل ہیں۔ باپ کا کہتا ہے اور ماں بپا کر کھاتی ہے۔ ہوان ہونے کے بعد مجھے دوسروں کا کہیں بننا پڑے گا۔ میں لکڑی کا اور بوڑھے ماں باپ اور بیوی بچے کھانے والے ہوں گے۔ ماں باپ کے سامنے بچے کی دونوں زندگیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے کس کمال کے لئے چھوڑ کر دیتے ہیں۔ سکول بھجواتے ہیں۔ کام سکھاتے ہیں۔ تاکہ جوانی میں کام کرکھائے اور دوسروں کو کھلا سکے۔ بچے جانتے ہیں۔ سکول نہیں جاتا۔ ماں باپ تشدد کرتے ہیں ان کا تشدد حقیقت میں رقت ہوتا ہے۔ تشدد بھی تشدد کرنا ہے۔ تشدد بھی ہوتا ہے کہ وہ کمال مل کر لے۔ استاد کا تشدد باپ کے ہاٹ سے بہتر ہوتا ہے۔ ح

پھر استاد پر زہر پھر سندھ میں ایک بزرگ تھے۔ ان کا نام حضرت پیر رشید الدین تھا۔ عوام حکمت

فَادَا قَبِيْطِ الصَّلَاةِ فَاَنْتَبَهْ رَافِي الْوَحْيِ  
وَاَنْتَبَهْ رَافِي الْوَحْيِ كَاذِبُ الْوَحْيِ  
كَتَبَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ  
مَرْجِعُہ۔ پس جب نماز اور جو بچے تو زمین میں چلے پھرو۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم صراح پاؤ۔

درجہ تفسیر

اللہ تعالیٰ نے پہلے پایا کہ نماز کے لئے نماز دوکانیں بند کر دو۔ پھر فرمایا کہ اب جاؤ نماز ہو چکی، اب دوکانیں کھول دو۔ حکم ہوتا ہے۔ زمین میں پہلے جاؤ۔ کوئی باندہ میں جائے۔ کوئی دفتر میں۔ کوئی کارخانے میں اللہ قائلے جانتا ہے کہ انسان محتاج ہے عاجز ہے۔ اسے رزق چاہیے۔ اس لئے حکم دیا کہ اب جاؤ اور رزق تلاش کرو انسان کے مجز کا یہ حال ہے۔ کہ قدم قدم بے عاجز ہے۔ کبھی زندہ۔ کبھی زکام۔ کبھی سرور۔ کسی وقت غم سے غالی نہیں۔ اس دنیا میں کوئی بے غم نہیں۔ اور اگر کوئی بے غم ہے۔ تو وہ انسان نہیں ہو سکتا۔

دنیا دنیا کسے بے غم نہشت وگہ ہشتہ بنی آدم نہشت کوئی ہولاد کو ترستا ہے۔ کسی کے ان بڑے ہیں۔ لڑکی کوئی نہیں۔ کسی کے ان لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں۔ اگر انسان عاجز نہ ہوتا تو کبھی بیمار نہ ہوتا۔ کبھی موت قبول نہ کرتا۔ لیکن بڑے بڑے بادشاہ جنوں نے خدا کی عموئے کسے سب مر گئے۔ کوئی بھی موت سے نہ بچ سکا۔ اس سے انسان کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بے حد عاجز ہے اور تشدد کوئی اور ہے۔ وہی رب ہے۔ انسان اگر اپنی حقیقت پہچان لے تو وہ رب کو بھی پہچان سکتا ہے۔ مَن سَخَتْ نَفْسُهُ فَخَسَتْ عَوْنُ رَبِّكَ۔



انجیل و کتاب میل احمد صاحب، کھانہ عقیقہ جامعہ شریعت اسلامیہ لاہور

دنیا کی غریبوں کے لئے جانتے ہیں کہ وہاں جا کر کھانا کھائیں گے۔ اور دنیا کی غریبوں پر ہو جائے گی۔ آخرت کی اصلاح پیش نظر نہیں ہوتی۔ یہ فقط دنیا کے طالب ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں وصول ہوتا۔ فی الآخرۃ من حلالہ

جب ایک پیغمبر کے سامنے سے دوا ملے نہ ہو تو میں نہیں آتا کہ سفر میں کی۔ پھر یہ کیوں کریں۔ شریعت کا مقصد یہ ہے کہ وہاں زندگیوں کو سنبھالیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے پیش نظر اللہ کی دونوں زندگیوں ہیں۔ اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ وہاں بندہ کو دو اور نماز کے لئے آئے۔ جب نماز ہو چکی تو پھر حکم دیا اب وہاں کیوں دو۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ دنیا کے کام کرنا۔ مگر غافل نہ ہو جائے۔ اللہ کی یاد کرتے رہنا۔ یہی وہ دوستوں سے کہا کرتا ہوں وہاں پر۔ جب گاہک نہ ہو تو کبھی نہ کرنا۔ اگر گاہک نہ ہو۔ اور اگر کبھی سے ستم آئے تو کبھی کے بغیر زہنی نہ کر سکتے رہو۔ غافل نہ بیٹھو۔

## الاعتبار والتواہل

میرے اور آپ کے لئے سہن ہے۔ کہ اللہ کے دروازے پر آئیں۔ نبوی تعظیم حاصل کریں۔ بڑے بڑے سیخ، زیندار، عہدیدار، ایک ہی لائن پر پہنچ رہے ہیں۔ آخرت کا پتہ ابھی نہیں۔ سب اہم بلکہ پاگل ہیں۔ جو کتنا ہے وہ نہیں کرتے اور جو نہیں کرنا وہ ضرور کرتے ہیں۔ آئے تھے آخرت بنانے کے لئے اور بنا رہے ہیں دنیا

نہ زیادہ ہے نہ زیادہ ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ جو اللہ کے دروازے پر آئے ہیں اکثریت ہے وہ تو اہل اور پاگل ہیں۔ دنیا کی عقل رکھتے ہیں۔ لیکن آخرت کی عقل نہیں رکھتے۔ وہ بھی ہے کہ کسی عالم ربانی کے سامنے ڈانٹے ادب نہ نہیں کیا اگر کسی سے تعلق رکھا تو وہ بھی ہر وہ چیزوں سے جو جن نہیں سکھاتے۔ مریدوں کا پتہ نہیں کہ یہ کیوں دیکھا ہے اور پیر کا پتہ نہیں کہ مرید کیوں رکھے ہیں۔ سب دماغی دماغ ہیں۔ عالم بھی اور پیر بھی سب سے ان کے مانتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے ان کو کتنا

پاکستان کا وجود صرف اسلامی حکومت اسلامی قوانین اسلامی پھر اور اسلامی ریاست کے لئے غور پسینہ ایک کر کے حاصل کیا گیا تھا۔ مکتوں میں خدا خدا کر کے وہ دن آیا کہ بشکل مستعد کا جزیرہ دار پانچ گیا کہ کوئی قانون نماند نہ کیا جائیگا جو قرآن مشیت اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوگا۔ آج کل اس کے لئے ایک کمیشن مترو ہوا ہے۔ جس کا کام بھی عجیب ہے اور اس کے ارکان بھی عجیب ہیں۔ مسند میں کمیشن کا کام یہ بتایا گیا ہے کہ موجود قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق دیکھ کر اصلاحات کرے گا۔

اول تو انگریزوں کے قوانین کو مٹانا ان کی پابندی کرنا ہے۔ دوسرے کمیشن حصص سفارشات کرے گاہک کا قبول ہونا نہ ہونا مہم شے ہے۔ پھر ارکان کا جو اصل کام تھا کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو۔ اس خلاف کو مٹانے والے کون لوگ ہیں۔ کچھ مسکین سنت۔ کچھ قرآنی معنی تحریفات کے عادی۔ اور کچھ وہ لوگ جو نظریات یورپ پر قرآن و حدیث کو دھماکنے کے ماہر ہیں۔ بس صرف اور صرف ایک

۴۴ دین سکھایا تھا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہنوت کی زندگی کا مقصد بنانے کی توفیق دے دینا اگر تنگی سے گزر جائے تو مصافحہ نہیں۔ آخرت تو سوز جائے گی۔ اس کے لئے دروازہ الہی پر آنے کی ضرورت ہے اور علماء و محدثین غلام سے سیکھنے کی ضرورت ہے علماء علمی طور پر سمجھتے ہیں اور دینی طور پر سمجھتے ہیں۔ لیکن مولوی ایسے ہوتے ہیں جنہیں کسی اللہ والے کی صحبت نصیب نہیں ہوتی اور باطن کی بیماریاں نہیں نکلیں۔ جیسے نیکار کے اندر بیماریاں ہوتی ہیں۔ دیہے اپنے مردوں کے اندر ہوتی ہیں۔ جب تک کسی اللہ والے سے تربیت نہ کی جائے یہ بیماریاں نہیں نکلتیں پ

دین ماہر قرآن و حدیث ہیں۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی۔ مولانا موصوف کا انتخاب تو بے مثال انتخاب ہے۔ جن کی حجرات کی دلیل آپ کی کتاب اعلام الدین (درب) کی چودہ جلدیں ہیں۔ جو اس وقت حدیث و شرح حدیث کی لاجواب کتاب ہے۔ اور دوسری کتاب غیر مضمون ہے۔ دلائل القرآن علی مسائل لغوی کہ باطل نادر اور بے نظیر ہے۔ پھر مولانا کا تقریباً بیس سال تک افتاء کا مشفق اور وہ بھی فقہانہ رجحان میں جو پورے ملک کے قضاے کے مافی کورٹ کا درجہ رکھتا تھا۔

اگر اسی پایہ کے دو تین اور ساتھی ہوتے اور ایک قانون کا ماہر جو صرف تشکیلات کا معاون ہوتا تو پھر یہ کمیشن نہری کمیشن ہوتا۔ واقعی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قانون معن ہوتا یا صرف تنہا حجت مولانا اور ایک اور کا معاون بنی پسند کا اور ایک قانون کا ماہر ہوتا تو یہی کافی تھا

اس معیوں کا مرکب کمیشن سے زیادہ امید وابستہ نہیں ہو سکتی اور پھر قبول سفارشات کا کام جس جماعت کے سپرد ہوگا۔ اگر وہ بھی معیوں مرکب یا ان کے سے خالی جماعت ہوگی اور یہ حضور الہی کے قائم ہوگا کہ کمیشن کا فرائض قوانین اسلام نام دے کہ پاکستان کے سر پر مسلط نہ کر دیا جائے۔

میرے خیال میں بجائے کمیشن مترو کرنے کے اور اس قدر طویل اطوارات اور طویل مدت لگانے کے یہ مختصر اور کم مخرج طریق زیادہ مفید ہوگا۔

کہ قانون عام باشندوں کی ضرورت ہے اور ان کے مذہبی نظریات کے مطابق حد و سنت سے ماخوذ ہو کر بننا ضروری ہے۔ پاکستان میں اکثریت خفیہ حضرات کی ہے۔ فقہ حنفی ایک مکمل قانون موجود ہے۔ اس کو اردو میں اور موجود طرز

رزق دن کو آہستہ گا۔ یا رات کو۔ عورت  
 کے ذریعہ سے کائے گا یا مرد  
 ذریعہ سے کوئی ہاتھ میں دوسے جاسکیگا  
 یا لغاف میں بند کرکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ  
 فرماتے ہیں۔ وَ مِنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ  
 مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ  
 وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ  
 دوسرے اطلاق رکوع ا پارہ ۱۲ ترجمہ  
 اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس  
 کے لئے کئی بات کی صورت نکالے گا جس سے  
 اور اسے رزق دے گا۔ جہاں سے اسے  
 گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ  
 کرتا ہے سو وہی اس کو کافی ہے۔  
 انبیاء عظیم السلام اور ان کے تبعین  
 میں بھی ایسے حضرات گزرے ہیں۔ جو  
 اپنی ضروریات کا اللہ تعالیٰ کو ہی  
 کہیں بنا کر دن رات عبادت و تبلیغ  
 میں گزارتے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی کثرت کے بعد اسی خیر القرون میں  
 ایسے حضرات تھے جنہیں اللہ تعالیٰ اس  
 خیر القرون کے بعد بھی ایسے لوگ پیدا  
 ہونے رہے ہیں اور اس زمانہ میں بھی  
 اللہ تعالیٰ موجود ہیں جو دن رات کے بچپن  
 گھنٹے تبلیغ دین اور اصلاح خلق اللہ میں  
 خرچ کرتے رہتے ہیں اور اپنی ضروریات  
 زندگی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں  
 اور بھلائی قنائل پر زمانہ میں اس قسم  
 کے لوگ رہے ہیں اور آج بھی موجود  
 ہیں۔ اگر کسی صاحب قسمت سے اس کا  
 نظارہ دیکھنا ہو تو مائے پور شریف  
 کے دربار میں پیرا نمونہ آج بھی موجود  
 ہے۔ لنگوہ۔ خانہ بھون ناوٹر رائے پور  
 متولکین کے مہضاب کے بغیر سے پورے  
 نمونے تھے۔ اس وقت ہمارے ملک پاکستان  
 میں موجود ہیں۔ اگر کسی صاحب قسمت کو  
 ان کی صحبت نصیب ہو جائے۔ تو  
 بے قیمت اس قسم کے اور بھی متولکین  
 ہیں جو کہ حاضر میں موجود ہیں۔  
 ان کی صحبت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم



ہے کہ اس کی قبولیت کا یقین کامل ہو  
یا یومی اور عجت پسندی نہ ہو اور دعا  
معبیت نہ ہو۔

ارشاد نبوی ہے۔

لا یزال یتقرب للعباد ما لم یجد  
بالنہر اوقیتمہ رحم ما لم یستجعل  
قبل یارسول ما لا یستجیل و قال یقول  
خدا دعوت و دعا دعوت فلما ارسلنا  
فی فیستجیر عند ذلک و یبدع الدعاء  
(مسلم)

(ترجمہ)۔ ہمیشہ دعا قبول کی جاتی ہے  
بندہ کے لئے جب تک کہ گناہ کے کام  
اور قطع رحم کی دعا نہ ہو عجت پسندی کے  
ساتھ نہ ہو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ  
عجت پسندی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ یہ  
کبہ۔ میں نے دعا کی ہے۔ پھر دعا کی۔ کچھ امید  
نہیں کہ میرے لئے قبول کی جائے گی۔  
پس اکت کر تھک کر دعا کو چھوڑ دے۔  
پس اجابت دعا کی دو شرط ہیں۔  
گناہ اور نافرمانی کی دعا نہ ہو۔ یا یومی اور  
عجت پسندی نہ ہو۔

۱۴) صدقات اور خیرات کی کرامت  
کرتا۔ بالخصوص مال کی زکوٰۃ کو اہتمام اور  
حساب کے ساتھ نکالنا۔ صدقات کو تحقیق  
کرنے اور برحق خرچ کرنا۔ اخصا کا پورا  
دعویٰ نکالنا۔ طریق اور نام و نمود سے پتہ  
پے کل اور پے پتہ خرچ کرنا۔ یعنی دفع  
خرچ نہ کرنے سے بھی ہٹ کر ہو جاتا ہے  
غرض صدقات و خیرات سے بلائیں دور  
ہوتی ہیں اور غضب الہی فرو ہوتا ہے  
اور مال و دولت میں افزونی ہوتی ہے۔  
ارشاد نبوی ہے۔

”تمہات کرنے میں جلدی کیا کرو  
کیونکہ بلا اس سے آگے نہیں بڑھتے  
پاتی۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

”خیرات دینا مال کو کم نہیں ہونے  
دیتا“ ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ ”صدقہ  
غضب الہی کو بجھاتا ہے۔“

ارشاد ربانی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُفْقِرُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالطَّحْلِ  
وَالْفَصَادِ یَسِّرْ لَہُمْ وَاَعْلَیْہِمْ کُلْفَہُمْ  
اِجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہُمْ وَکَاوُفْہُمْ  
عَلٰیکُمْ وَکَاوُفْہُمْ یَحْزَنُوْنَ

(ترجمہ)۔ وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں  
اپنے مال کو دلت اور دن۔ خیرہ اور  
علانیہ۔ پس ان کے لئے ان کا اجر ہے

اور بارگاہ الہی سے اپنی ہر اعمالوں کی  
معافی چاہتا۔ ارشاد ربانی ہے۔

اَسْتَغْفِرُکُمْ ذَنْبَکُمْ اِنَّکُمْ کَانَ  
عَقَابًا لِّیْ سِیْلِ السَّمَاءِ عَلَیْکُمْ مِّنْ دَا  
دَارٍ فَمِنْ دَاوَدَ بِأَمْرَالِی وَتَنْفِیَتْ  
وَسَجَلَتْ لَکُمْ حَبَاکِی وَتَجَبَّلَتْ  
لَکُمْ اَنْفُسَاکَہ

(ترجمہ)۔ گناہ معاف کرو اور اپنے  
پروردگار سے بے شک وہ بخشنے والے ہیں  
جسبیں گے تم پر بارش کثرت کے ساتھ  
اور ترقی کریں گے شمارے مال اور اولاد  
میں اور کر دیں گے شمارے لئے بارش  
اور نریں)

ارشاد نبوی ہے کہ جو شخص کثرت  
سے استغفار کرے اور اس پر ملامت  
رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے برحق سے  
خلاصی کی راہ نکال دیتا ہے۔ اور نکر و نعم  
سے نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے مدد  
پہنچاتا ہے۔ جہاں سے ان کو گناہ بھی  
نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد سنائی ابن ماجہ)

۱۵) بارگاہ خداوندی میں اس معصیت  
اور بلا کے دور ہونے کی دعا اور التجا  
کرنا اور معصیت و بلا سے بچنے والے کی  
بارگاہ میں اس کے ازادگی درخواست  
پیش کرنا۔ تاکہ ہماری صلۃ محتاج  
پر رحمت خداوندی متوجہ ہو اور ہماری  
تجا در اجابت تک پہنچے۔  
اَذْعُوْیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ فقہ  
تم مجھ سے مانگو میں تمہارے لئے قبول کروں گا  
ارشاد نبوی ہے۔ لایخفی حذر  
عن خذار والدعاء ینفع ہما شذلی  
وحما لہ یبذل و ان البلاء لیبذل  
فیقلل الدعاء فیجلبان الیٰی جہ  
القیامۃ

(ترجمہ)۔ یعنی نہیں کفایت کرتا خوف  
تذیر سے اور دعا فایز دیتی ہے اس  
معصیت سے جو نازل ہو چکی اور اس سے  
جو نازل نہیں ہوئی (یعنی جو معصیت  
نازل ہو چکی وہ دعا سے دفع ہو جاتی  
ہے اور جو نازل نہیں ہوئی وہ آتی ہی  
نہیں) اور نازل ہوتی ہے معصیت۔ پس  
معتق ہے اس سے دعا اور جگہ لاتی رہتی  
میں روز قیامت تک (مسلم)  
دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لا یدر الفکر  
الا الدعاء (ترمذی)۔ نہیں لوگا سکتی تفکا  
کو گہ دعا تندی  
البتہ دعا کی اجابت کے لئے یہ ضروری

ہے اس بقی کو الٹ دیتا ہے، لوگوں نے  
عرض کیا ”ام المؤمنین کیا ان لوگوں کے  
لئے ہے؟“ عذاب ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا  
نہیں اہل ایمان کے لئے یہ معرفت و  
رحمت ہے اور کافروں کے لئے عقوبت  
اور عذاب اور ناصحی۔

حضرت ادرغ فرماتے ہیں۔ میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
کوئی بات اس سے زیادہ خوشی کی  
نہیں سنی۔

حضرت ام سلوٰۃ فرماتی ہیں۔ میں نے  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔  
ارشاد فرمایا۔ جب حکم کھلا کرنے لگیں گنا  
میری اُمت میں اللہ تعالیٰ ان پر  
عذاب عام بھیجتا ہے۔

میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ کیا ان  
میں اچھے لوگ نہ ہوں گے؟“  
میں نے عرض کیا۔ ”پھر ان کے ساتھ  
کیا معاملہ کیا جائے گا؟“  
ارشاد فرمایا۔ ”جو کچھ اوروں پر واقع  
ہوا ہے۔ ان پر بھی وہی واقع ہوگا۔ پھر  
روح نکلیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی حضرت  
اور رضا کی طرف۔“

ابن عبادیت سے معلوم ہوا کہ یہ  
عذاب الہی بھی مومنوں کے لئے سراسر  
خیر اور موجب خیرات و رحمت ہے اور  
کافروں کے لئے عقوبت۔ عذاب اور  
خسار۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ کافر کی  
نظر اسباب بدہ ہوتی ہے اور مومن کی  
نظر اسباب پیدا کرنے والے پر ہوتی  
ہے۔ کافر انجام سے بالکل دیوس ہوتا  
ہے اور مومن انجام اور مال کی غری  
سے مطمئن اور شادان و فرحان ہوتا  
ہے۔ پھر انجام کار مرنے کے بعد  
مومن کے لئے یہ چیزیں موجب کفارہ  
ہی جاتی ہیں۔ اور کافر ابی کفرت و  
چنگار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

### تدابیر علاج

۱) جن بلاؤں اور مصیبتوں کے ضمیمہ  
اسباب معلوم ہو چکے ان کے ازالہ کی  
کوشش کرنا کوئی امور کو رواج دینا اور  
نا کوئی امور کو ترک کرنا خود بھی پابندی  
کرنا اور دوسروں کو بھی حکمت و معرفت  
اور نرمی کے ساتھ پابندی کی توجہ کرنا  
(۲) اپنے گناہوں سے عدم و توبہ  
ہو کہ صدق دل سے توبہ و استغفار کرنا

ان کے رب کے پاس اور نہیں خوف  
ان پر اور نہ وہ غمیں ہوں گے۔  
وَالَّذِينَ فِي سُبُلِ اللَّهِ ذَلُّوا قُلُوبُهُمْ  
مِثْلَ بَنِي إِسْرَءِيلَ إِذْ أَخَذْنَا مِنْهُمُ  
اَلَّذِينَ يَخْبِتُونَ اَلْمُضْمِرِينَ ۝  
(ترجمہ)۔ اور خراج کر دے تم اللہ کی  
راہ میں اور امت بڑو اپنے آئینوں کی بات  
میں اور احسان کرو۔ بے شک اللہ  
پسند کرتا ہے احسان کرنے والے کو۔  
پس مسلم ہوا کہ اللہ کی راہ میں اہل  
شرع کرنا علاوہ اجر اخروی کے خوف و  
جزا کا علاوہ ہے اور اللہ کی راہ میں  
خرچ نہ کرنا اپنے دماغوں اپنے کو ہلاکت  
اور بربادی میں مبتلا کرتا ہے۔  
۵۔ تمام اعمال صالح کی پابندی کہ  
حسنت سے گریز غرضت کو دفع  
کہ جیتی ہے۔  
اِنَّ اَلْحَسَنَاتِ لَیَزِدُنَّ اَلْحَسَنَاتِ  
وَنَجْمُهُۥ بِهٖ شَکَّ حَسَنَاتٍ کَعُودِیۡنِ ۚ  
سُنَّیَاتٍ کَی  
بالمخصوص نماز اور روزہ میں مشغولی کہ  
یہ غور نگاہوں کا کنارہ ہے۔ جب نگاہوں  
سما گفارہ ہو جائے گا۔ تو نصیحت اور  
بلا خود بخود مل جائے گی۔ چنانچہ جب  
کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر  
علیہ پیش آیا۔ آپ نماز میں مشغول ہو  
جاتے۔ نصیحت میں نماز ہی تسکین خاطر  
اور اطمینان قلب کا ذریعہ ہو سکتی ہے  
اور روزہ تو ہے ہی مومن کے لئے  
بمزلہ سپر اور ڈھال کے جو تمام اوقات  
سے محفوظ رکھنے والا ہے۔  
۶۔ معاملات اور معاشرت کو شریعت  
محمدیہ کے موافق کرنا ہر عاقل شرع  
مقابل اور طرز کو چھوڑنا۔ سب ہم اپنی  
زندگی کو خدا اور رسول کے فرائض کے  
موافق کر لیں گے۔ تو پوری تمام مشکلات  
خود بخود رفع ہو جائیں گی۔  
۷۔ بیماریوں کو علاج دینا اور برائیوں  
کو ترک کرنا اس لئے کہ تمام فتنہ عروجی  
فساد دست نہ ہوگی۔ عمومی مصائب اور  
بلاؤں کا سد باب نہ ہوگا۔  
فقیر دستور العمل  
۱۔ توحید و رسالت کی حقیقت کو گھٹنا  
اور ماننا خدا اور رسول کی بتواری ہونی  
باتوں پر یقین رکھنا کہ یہی ایمان کا مقیم  
ہے اور بیز ایمان کے کوئی نیکی قابلِ پذیرائی

نہیں۔ اس کے لئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ  
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ کو یاد  
کرنا معنی اور منہم کو دل نشین کرنا  
شروری ہے۔  
۲۔ فرض عبادت کا اہتمام اور  
پابندی کے ساتھ ادا کرنا۔ خصوصاً نماز  
اور زکوٰۃ کو پوری پابندی اور اہتمام  
کے ساتھ ادا کرنا ان کی ادائیگی میں کوتاہی  
نہ کرنا۔ اس لئے کہ قرآن کریم میں  
ان دونوں کی جگہ جگہ تاکید ہے۔ اور  
ان کے ترک بہ سخت وعید اور دردناک  
عقاب ہے۔  
زکوٰۃ کی ادائیگی میں یہ بھی فراموش  
میں سے ہے کہ زکوٰۃ کے عمل اور مستحق  
کو پورے طور پر تحقیق کیا جائے۔  
بر عمل خرچ کیا جائے۔ استحق کا حق اس  
کو دیا جائے۔ بے عمل خرچ کرنا غیر مستحق  
کو دینا۔ مال کو ضائع کرنا ہے۔  
۳۔ حقوق العباد کو تحقیر کرنا ہر ایک  
کے حقوق کو پورا پورا ادا کرنا۔ معاملات  
اور معاشرت میں راستبازی، امانت داری،  
برتنا۔ خلاف شرع معاملات کو چھوڑنا۔  
ہر مسلمان کے ساتھ عزت و حرمت کا  
برتاؤ کرنا۔ اپنے مسلمان بھائی کی ایذا  
اور تکلیف سے بچنا اور راحت رسانی  
کا فکر کرنا  
۴۔ قرآن پاک کے ساتھ وابستگی اور  
وابستگی پیدا کرنا۔ جس کے دو طریقے ہیں۔  
(الف) کچھ وقت روزانہ ادب و  
احترام کے ساتھ معنی اور مفہوم کا دھیان  
کرتے ہوئے تلاوت کرنا۔ اگر عالم نہ ہو  
تب بھی بغیر معنی سمجھے کلام ربانی کی  
تلاوت کرے اور سمجھے کہ میری تمام  
فلاح و بہبود اس میں مقدر ہے اور اگر  
الفاظ بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو غور و جوت  
روزانہ قرآن مجید کی تعلیم میں صرف کرنا  
(ب) اپنے بچوں اور اپنے محلہ  
اور گناؤں کے بچوں کی قرآن کریم اور  
مذہبی تعلیم کا فکر کرنا۔ اور ہر کام پر  
اس کو مقدم رکھنا۔  
۵۔ ذکر اللہ اور دود و استغفار میں  
مشغول رہنا کوئی مقدار معین کر کے روزانہ  
اس کی پابندی کرنا۔ احادیث میں اس کے  
بڑے فضائل اور برکات آئے ہیں۔  
۶۔ فرصت کے خالی وقتوں کو بجا  
جوت۔ نیکیات۔ نوافل۔ خیرات۔ نیکیوں۔ ناکر  
کے مذہبی کاموں کے چھوٹے اور بڑے

کے پابند لوگوں کے پاس بیٹھنے میں  
گزارنا۔ جس سے خدا اور رسول کی  
باتیں معلوم ہوں اور عمل کے جذبات  
پیدا ہوں۔ بڑے لوگوں کی صحبت اور  
تلاش شرع مجالس سے برائتر کرنا۔  
۷۔ ان باتوں کی نود بھی پابندی  
کرنا اور انفرادی اور اجتماعی ہر طرح  
کی کوشش کرنا کہ دوسرے لوگ بھی  
ان کی پابندی کرنے لگیں۔  
یہ چند باتیں ہیں۔ اگر مسلمان  
ان کو اختیار کر میں تو حق تعالیٰ  
کی ذات سے قوی امید ہے۔ کہ ان  
کے تمام مصائب اور مشکلات دور  
ہو جائیں گے اور وہ عزت و حرمت  
اطمینان و راحت کی زندگی پا لیں گے  
اس لئے کہ وعدہ خداوندی ہے۔  
مَنْ حَمَلَ حَاجَاتِیْ جِئْتُ  
اَدْنٰی اِلَیْهِ وَهُوَ مُؤَمِّنٌ فَلَنُجِیْبَنَّ  
حَیْدًا لَّیْسَ لَیْسَ وَ لَنَجْزِلَنَّ بِہُمْ اَجْرَہُمْ  
بِأَحْسَنِ مَا کَانُوْا اَعْمَلُوْنَ ۝  
(ترجمہ)۔ یعنی جو مرد دعوت  
اچھے عمل کرے اور وہ مومن بھی ہو  
تو میں کے ہم اس کو خوشنما زندگی  
اور اس کے اچھے اعمال کا اچھا بدلہ  
دیں گے۔  
اس معنی کی اکثر احادیث اور  
باتیں سلیم ﷺ حضرت مولانا اشرف علی  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ دھلاؤ  
والدباء سے ماخوذ ہیں و رسالہ مذکور  
کے آخر میں کچھ دعائیں اور تیس  
آیات کا عمل بھی درج ہے۔ جو بلاؤں  
اور وباؤں کے لئے بے حد مفید ہے  
حق تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا ہے۔ کہ  
وہ حضرت مومنوں خداوند مقدہ کی  
برکت سے میری اس مایہ ناز سہمی کہ  
مقبول و مستجاب اور نافع فرماویں۔  
کہیں برکت یا ارحم الراحمین۔  
ہفتیہ شذرات صفحہ ۷ سے آگے۔  
تیسری قابلِ غور چیز یہ ہے کہ رشوت  
کی جو مزلہ تعذبات پاکستان میں مقرر کی گئی  
ہے۔ وہ بہت نرم ہے۔ رشوت لینے دینے  
معاشرے کے بدترین دشمن ہیں۔ ان کو سخت  
سے سخت سزا دینی چاہیے۔ رشوت دینے والے  
بھی اگرچہ قانون کی نظر میں مجرم ہیں۔ لیکن  
اکثر اس سزا سے محفوظ رہتے ہیں۔ ان کو بھی  
عزتناک سزا دینے کی ضرورت ہے۔

# اسلام لائبریری قریش کے جوہر

انجناب حاجی کمال الدین صاحب لاہور کالچریشن

سابقہ لائبریری لاہور محمد الدین مورخ ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۷ء

نمبر ۹

ثروت یا کسی بڑی جاگیر و املاک کے مالک نہ تھے۔ مگر دل کے ایسے غنی۔ اسلام کے ایسے فدائی۔ مسلمان بھائیوں پر اتنے قربان تھے کہ جب کوئی صاحبزادہ نکاحی ملاوٹوں کیجی ہوئی کمائوں سے جان بچا کر بھوکا پیاسا مدینہ جا پہنچتا تھا تو ہر انصاری پہ چاہتا تھا کہ وہ حاجرہ اسی کے پاس ٹھہرے۔ آخر قریش انصاری ہوئی تھی اور جس کے نام پر قریش منسلک تھا۔ وہ حاجرہ بھائی کو اپنے گھر لے جاتا۔ مکان - اسباب - روپیہ - زمین - مولیٰ - غرض جو کچھ اس کی ملک میں ہوتا۔ اس کا آدھا حصہ اسی دن تقسیم کر کے دے دیتا۔ اور پھر رات دن اس کی خدمت کے لئے مستعد رہتا۔ اپنی خوش قسمتی پر شکر کرتا کہ خدا نے دین کے ایک بھائی کو اس کا حق دار بنانا دیا ہے۔

قریش مکہ کو ایمان والوں اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی ترقی ملی کہ ان کے وطن چھوڑ کر ۳۰۰ میل پورے جانے کے بعد بھی ان کو پریشان نہ کیا۔ پہلے بھی جب مسلمان حبشہ جا رہے تھے تو حکومت بنی قریظ نے حبشہ بھیج کر ان کے گرفتار کر لئے کی کوشش کی تھیں۔ مگر وہ ملک ایک بادشاہ کے ماتحت تھا اور سمندر دہلیان میں ساحل تھا۔ اس لئے وہاں کچھ اور زیادہ کارروائی نہ کر سکے۔ اب جو مسلمان مدینہ جا رہے تو سب نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا۔ قریش کھڑے پیلے تو عیاد اللہ بنی قریظ رئیس النضیین تھا اور اس کے رفقاء کو جو اوس و خورج میں سے ہونے پرست تھے کھکھیا کھکھیا کر تم نے ہمارے شخص کو اپنے ہاں ٹھہرایا ہے اب لازم ہے کہ تم اس سے لڑو یا دلوں سے نکال دو۔ ورنہ ہم نے تم کو کھلی ہے کہ ہم سب یکجا کر تم پر حملہ کر دیں گے۔ ہمارے جوانوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کر دیں گے۔

اس خط کے آنے پر ابن ابی اور اس کے ساتھیوں نے حضورؐ سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ حضورؐ کو بھی اسکی اطلاع مل گئی۔ آپؐ نے اس حملہ کوئے واسطے بھیج میں خود جا کر گفتگو فرمائی۔

کی عبادت کے لئے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ تفسیر علامہ ابن السعدی ص ۸۷ اسی جگہ حضرت علیؓ بھی لکھتے ہیں کہ ہم نے پیادہ سفر کرتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ یہ حضورؐ کے ارشاد پر مکہ میں اس لئے ٹھہر گئے تھے کہ جن لوگوں کی امتیں حضرتؐ کے گھر میں موجود تھیں وہ مالکوں کو واپس کر دی جا سکیں

۱۲ ربیع الاول سنہ ہجری کو جمعہ کا دن تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے سوار ہو کر بنی سالم کے گھروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ یہاں سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ پڑھا یہ اسلام کا پہلا جمعہ تھا۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر حضورؐ یشرب کی جزیری جانب سے شہر میں داخل ہوئے۔ اور آج ہی سے شہر کا نام مدینہ النبیؐ ہو گیا۔ جسے حضورؐ مدینہ کہا جاتا ہے داخلہ جب شاندار تھا۔ کلی کوچے عقید و تقدیس کے کلمات سے گونج رہے تھے۔ مرد - عورت - بچے ہر قسم کے حاضر و ناظر ہمارے دیکھنے کے لئے سراپا بیٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔ تشریف آوری کے اس فکھ و احتشام کو دیکھ کر اہل کتاب کے عالم بھی سمجھ گئے تھے کہ بنی قریظ تشریف لے گئے ہیں۔ انصار کی معصوم دلیکیاں پیارے بچے اور پاک زبانوں سے اس وقت حضورؐ کی خوشی میں ترانہ سنی کر رہی تھیں۔ یہ ان انصار کی دلیکیاں ہیں۔ جنہوں نے ۱۱-۱۲ ہجرت میں مکہ معظمہ پہنچ کر حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یا وہ ہیں جو مصعب بن عمیرؓ یا ابن کثیم رضی اللہ عنہما کی ہدایت اور تعلیم سے مدینہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔

یہ انصار کچھ بڑے مالدار یا صاحب

بنی صلی اللہ علیہ وسلم یشرب کو جا رہے تھے کہ راستہ میں بریدہ سکیلا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ قریش نے آنحضرتؐ کی گرفتاری پر ایک سو اونٹ کا افغان مشترک کیا تھا۔ اور بریدہ اسی افغان کے لالچ میں حضورؐ کی تلاش میں نکلا تھا۔ جب حضورؐ کے سامنے پہنچا اور حضورؐ سے بھگلی کا موقع ملا۔ تو بریدہ ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ اپنی چوٹی آثار کربیزہ پر باندھ لی۔ جس کا سفید پھیرا ہوا میں لوہا اور بشارت سنا تھا کہ ان کا بادشاہ صبح کا حالی دنیا کو عدالت و انصاف سے بھرپور کرنے والا تشریف لا رہا ہے۔

۱۸ ربیع الاول سنہ ہجرت روزہ شب ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء) کو خدا کا پیغام قبا میں پہنچ گیا۔ اہل یشرب نے جب سے سنا تھا کہ حضورؐ نے مکہ چھوڑ دیا ہے روز صبح سے سردار ہمہ پیش میں کہ بیٹھ جاتے اور جنگیں ٹھیک دوپہر نہ ہو جاتی تھیں رہتے یہ بزرگوار ابھی واپس ہی گئے تھے کہ حضورؐ پہنچ گئے۔ اور ایک شخص کے پکارنے سے سب جمع ہو گئے اور غیر مقدمہ میں اللہ اکبر کے ترانے گاتے ہوئے آفتاب رسالت کے گرد گرد اندر نیز شمشعوں کی طرح جمع ہو گئے۔ اکثر مسلمان ایسے تھے۔ جنہوں نے ہونو دیدار پر انوار سے چشم ظاہر میں کو روشن نہ کیا تھا۔ انہیں بنی اللہ اللہ حضورؐ کے رفیق اور ایک صدیقؓ کی شہادت میں اشتباہ ہو جاتا تھا۔ حضرت صدیقؓ اس ضرورت کو تاثر گئے اور سر مبارک پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ خدا کا رسولؐ پیشتر تک یہاں ٹھہرا اور اس سرورہ قیام ہی میں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ یہاں خدا سے وعدہ لائیں



بدل اشتراک  
سالانہ لہ عالیہ  
ششماہی سے ۱

پنجاب لسبکٹ

سروس

نقشہ ۶۶۹

اصلی درجہ کے ٹی ڈیٹر، کافی فروٹ سٹ، شیشے کے لیمن سٹ، پھول لائی، فروٹ دوش، انجیل، پیر، گریسپ

فلاس پاکستانی مصنفین کو ملکی صنعت کو فروغ دینے  
 شریک فلائین و ادرا صوالہو  
 ماڈل سیکرٹل بلز گھوڑے شاہ وڈ مانعہ نور لاہور  
 تاج کابیت  
 EUMENSHIP

[illegible]

ہمارا نصب العین صرف تبلیغ و اشاعت دین ہے  
 ہر قسم کی علم ادبی تاریخی، اصلاحی، تبلیغی، دینی، علمی کتب رسائل قرآن مجید، تفسیر قرآن  
 اور احادیث نبوی، معاوضہ، بیعتنا، اربعیت دستیاب ہو سکتے ہیں  
 طالع جق : ناظم مکتبہ تبلیغ الاسلام شہید الزوالہ گیٹ (۱۵۷)

تائے تہتیں پا چاتو پچھریان و دیگر لوہے کا سامان فزوک و پرچون و ہدیہ کیلئے

پاکستان لاکٹ لاؤس لائبریری

پول سہل روڈ  
ریگسٹریڈ محلہ شاہ گاہ راجپوت  
ناٹھ آٹور، قلعہ خیر آباد ۶۰۰۱۰

(۱۹۶۷ء)  
(قائم شدہ)

پیر محمد دکان  
زیر زمین کھودا ہوئے پتھر سے بنی دکانوں میں  
نامہ تصنیف اللہ ربک - قرآن مجید

**زرفشاں** خالص شوکے بہترین  
زیورات  
۳۴ مکھنشل بلڈنگ مال روڈ لاہور

نام کا پتہ :- دیشور  
بنارس زری سلک ملز، انارکلی لاہور  
شادی بیاہ کے لئے نئے طرزات کے بناری سی کمپور کا واحد مرکز  
بناری ملز کے تیار کردہ پائیدار اور نفیس شادی کے شیل اقسام میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ محبوب (۱۲) عجیب سیٹ (۱۳) ساتھیان (۱۴) تینیں دو چہرہ (۱۵) کوئی (۱۶) سامنے دے، اسکران (۱۷) پتہ دفتر ملز  
بیکھر :- بنارس زری سلک ملز، ڈی بلاک ٹاؤن ٹاؤن لاہور  
فون ملز ۱۹۷۹

سجائب پیرس باہر عرض باہتمام مولوی محمد اللہ انور نیشہ پلیشہ چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شہرہ نوالہ گٹ سے شائع ہوا۔



نے فرمایا ہے۔ عن ابن عباس  
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
يُخَدَّلُ الْجَنَّةَ مَنْ آمَنَ سَجُونَ الْهَلَا  
بَعْدَ حِسَابِ هَمِّ الَّذِينَ لَا يَشْفَعُونَ  
وَلَا يَتَطَهَّرُونَ وَعَلَى دُبْعِهِمْ يَتَوَكَّلُونَ  
شجرہ احمد ابن عباس سے روایت ہے  
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ہیری آنت میں ستر ضرور آدمی لا سارہ  
بنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ وہ  
لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہوں گے  
اور نہ بہ شگون لیتے ہوں گے۔ اور  
صرف اپنے پروردگار پر مہربان ہوتے  
ہو گئے۔ الشجرہ شریف کے حاشیہ پر ہے  
هذا اصنفه الادباء العارفين عن  
الاسباب لا يلقون الى شئ من العلة  
وذلك درجته الخواص والعوام  
نخص لهم امتدادا الى المعانيات  
ومن حنب على البلاغ والمنطق الصريح  
من الله تعالى بدعاء كان من  
جملته الخاص الفخ - شجرہ احمد -  
د یہ اودیہ کی صفت ہے جو اسباب  
سے منہ مڑنے والے ہیں۔ اسباب کی طرف  
توجہ نہیں کرتے اور یہ پرہیز خواص کا ہے  
اور عوام کو دوائی استعمال کرنی اور علاج  
کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔ اور جو  
شخص تکلف پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ  
کی طرف سے دعا کے ذریعہ سے تکلیف  
کے دور ہونے کا انتظار کرے۔ یہ  
شخص بھی خواص کی جماعت میں سے ہوگا  
اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں توکل  
وہ ملک ہیں جو اسباب کا پھری کو  
کامیابی کا ذریعہ نہیں بناتے بلکہ کامیابی  
کا ذریعہ فضل باری تعالیٰ کو خیال  
کرتے ہیں۔

نہد شری شریف میں حدیث آئی ہے  
عن عبد بن الخطاب قال سمعت  
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول  
لو انكم تتركون على الله حق تولد  
لرزقكم كما يرزق المبرقند وخلصا  
وشرح بطنان (رداء الزمعي) ترجمہ  
محمد بن الخطاب سے روایت ہے۔ کہا میں  
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا  
فرماتے تھے اگر تم اللہ پر توکل کر کے  
جاؤ۔ جس کی توکل چاہیے۔ اہمیت نہیں  
الجبہ طریقہ سے رزق دے۔ جس طرح بندہ  
کو رزق دیتا ہے۔ یہی کو جو کے ہوتے ہیں اور

اور شام کو پیش ہوتے ہیں شجرہ  
پیچتر دے دے پڑے پھر اچھا نہیں نکلتے  
سافران دے پڑے پھر اچھا نہیں نکلتے  
توں منگ مردان اللہ کو لوں تے آئے نہیں  
اللہ دیندار رنج نہ ہونا سوئے رہا گئے نہیں  
ایک لاکھ چوبیس ہزار کے کم پیش  
چلتے بھی انبیاء مبعوث ہوئے۔ سب کے  
سب متوکلین میں سے تھے۔ چنانچہ اللہ  
نے فرمایا ہے۔ وما لنا الا نتوكل  
على الله وقد هدانا سبلنا ولنبصر  
على ما اذيقونا وعلى الله فليتوكل  
المتوكلون (سورہ الاحقاف رکعت چلا)۔  
شجرہ احمد اور ہم کیوں اللہ پر توکل نہ  
کریں۔ حالانکہ اسی نے ہیں سیدے راستوں  
کی رہنمائی کی ہے اور ہم ضرور صبر کرینگے  
اس تکلیف پر جو تم ہیں دیتے ہو۔  
اور توکل کرنے والوں کو اللہ پر ہی مہربان  
ہونا چاہیے۔ چنانچہ سیدنا امیرالمومنین کو جب  
گوشت میں ٹال کر آگ کی پکھا میں ڈالنے  
گئے تو غلام ہواؤں کا اور پانیوں کا  
میکائیل کہنے کو بھائی اگر آپ چاہیں  
تو صحت ہوا چلا کہ یہ ساری لکڑیاں ہیں  
اور آگ اس طرح منتشر کر دوں کہ نام  
و نشان ہم نہ رہے یا مینہ اتنا برسا  
دوں کہ یہ تمام لکڑیاں اور آگ  
پانی میں بہ جائیں اور نام و نشان نہ  
رہے۔ مسکا کہ فرمایا کہ بھائی ذرہ بھر  
گھبراہٹ نہیں ہے۔ حسبی اللہ لا اللہ  
الا وعلیہ توکلت کہ مجھے اللہ کافی  
ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں  
ہے۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں۔  
اس کے بعد جب مین آگ کے قریب  
آئے تو بہرینا مرنوار ہوئے۔ فرمایا۔  
بھائی مجھے اللہ نے بڑی طاقت بخشی ہے  
میں زمین کے تختہ کو اٹا دیتے کی اللہ کی  
طاقت سے قدرت رکھتا ہوں۔ اگر چاہو  
تو میں کچھ امداد کروں۔ جواب فرمایا  
حسبی اللہ لا اللہ الا علیہ توکلت  
مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور  
کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی پر میں توکل  
کرتا ہوں۔ کسی پنجابی شاعر نے خوب  
کہا ہے۔ شعر  
دن ہونداں جو دیوا بالے منوں امق کیے  
تے جو بریدیاں ہونداں فیروں پرے اسدا کیے  
جب یہ لوگ محض اللہ پر نظر اور  
توکل کرتے ہیں تو پھر اللہ کی رحمت کا  
سمندر اس طرح بوش میں آکر اپنے

بندے کی امداد کرتا ہے۔ قرآن مجید میں  
آتا ہے۔ فوہم علم گیا۔ یا نازکونی یوقا  
وسلاما علی ابراہیم۔ سورہ ۲۴ نازک  
پارہ خط (شجرہ احمد) اس کے شجرہ احمد  
بر جا اور اکرام ابراہیم پر  
سبحان اللہ اگر سلام نہ فرماتے۔ تو  
سروی بے مد گئے لگ جاتی اور اگر  
علی ابراہیم نہ فرماتے تو سارے جہان  
کی آگ بھڑکتی۔ سبحان اللہ یہ ہے  
خواص متوکلین کی شان جو کہ باطل اجماع  
مردن میں لگی ہے

### دوسری توکل عوام کی۔

اگر عوام کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ  
سلسلہ اسباب میں باقہ نہ ڈالیں اور حفظہ  
الہی میں زندگی کے لحاظ صرف کریں۔  
اور ضروریات زندگی کا تکلیف محض اللہ کو  
بنالیں۔ وہ ہمیں سے بچا ہے۔ ہمیں  
چاہے۔ جس وقت چاہے ضروریات زندگی  
ہم پہنچائے۔ یہ چیز ان کے لئے تکلیف  
والا مطلق ہے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کی  
مصلحت کے خلاف ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے  
خود فرمایا ہے۔ لا یكلف الله نفسا  
الا وسعها (شجرہ احمد)۔ اللہ کسی کو  
اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا  
عوام کی توکل کی روح صرف یہ چیز  
ہے کہ سلسلہ اسباب میں باقہ ڈالیں۔  
کامیابی کی پوری پوری کوشش کریں۔  
اور دل میں یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کو  
منتظر ہوگا تو کامیابی ہوگی۔ لہذا جب  
کامیابی ہو تو یہ خیال کریں کہ محض اللہ تعالیٰ  
کے فضل سے یہ کامیابی ہوئی ہے۔ اگر  
وہ نہ چاہتا تو میں ہرگز کامیاب نہیں  
ہو سکتا تھا۔ مثلاً امتحان دیا خوب منت  
کی پاس ہو گیا۔ ملازمت کے لئے درخواست  
دی گئی۔ اس پر بڑی جہد و جد اور کوشش  
کی گئی۔ اب درخواست منتظر ہو گئی۔  
ملازمت مل گئی تو یوں یقین کرے کہ اسے  
اللہ اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو میں ہرگز  
کامیاب نہ ہوتا۔ اے اللہ میں تیرا شکر یہ  
ادا نہیں کر سکتا۔ الحمد للہ تم اللہ  
اسی طرح زمیندار دل ہوتا ہے۔  
زمین میں بیج ڈالتا ہے۔ لکھنے کے بعد پھرتی کار  
بار پانی دیتا ہے۔ پھر جب کھیتی پک  
جاتی ہے۔ کاٹ کر اُسے لگاتا ہے۔  
پھر آج نکال کر بریدیاں بھر کر گھر لے  
جاتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا  
ہے کہ اے اللہ محض تیرے ہی فضل و

**تذکرہ**

[illegible][illegible][illegible]

یہ سہ سہ

از حیدر حیاتنام حیدر شری الم ایتم بقا وحی